وَ أَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ [البقرة/١٩٦]

حج وعمرہ کرنے والوں کے لئے قیمتی تحفہ

رہنمائے حج وعمرہ

تالیف
مفتی محمد جاوید قاسمی
سابق معین المدرسین دار العلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ دار الفکر دیوبند

تفصیلات

نام کتاب : رہنمائے حج وعمرہ
مؤلف : مفتی محمد جاوید قاسمی بالوی
9536125786
اشاعت : ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۰۱۷ء
تعداد :
قیمت :
ناشر : مکتبہ دار الفکر دیوبند
9012740658

ملنے کا پتہ

دیوبند کے تمام بڑے کتب خانے

فہرست مضامین

دل کی بات ۵
حج وعمرہ کی فضیلت ۶
حج وعمرہ کا حکم ۶
ایک غلط فہمی کا ازالہ ۷
حج کی ادائیگی میں جلدی کریں ۸
عمرہ کا طریقہ ۹
احرام کی پابندیاں ۱۱
مکہ معظّمہ میں داخلہ ۱۴
طواف کا طریقہ ۱۵
طواف کا دوگانہ ۱۹
ملتزم پر ۲۰
آبِ زمزم ۲۰
صفا ومروہ کی سعی ۲۱
صفا ومروہ کی سعی کے مسائل ۲۴
احرام سے کیسے نکلیں؟ ۲۵
بال کٹانے کے ضروری مسائل ۲۵
حج سے پہلے ۲۷
کثرت طواف افضل ہے یا عمرہ؟ ۲۹
حج کا طریقہ ۲۹
حج کا احرام ۲۹
حج کا پہلا دن ۳۱
قیام منیٰ کے ضروری مسائل ۳۲
حج کا دوسرا دن ۳۵
وقوفِ عرفہ کی دعائیں ۳۶
وقوفِ عرفہ کے ضروری مسائل ۳۸
عرفات سے مزدلفہ کے لیے روانگی ۴۱
حج کا تیسرا دن ۴۳
وقوفِ مزدلفہ ۴۳
جمرۂ عقبہ کی رمی ۴۵
رمی کا طریقہ اور وقت ۴۷

رمی کے ضروری مسائل ۴۸
قربانی ۵۰
قربانی کے ضروری مسائل ۵۰
حلق وقصر ۵۳
طواف زیارت ۵۴
حج کی سعی ۵۷
حج کا چوتھا دن ۵۸
حج کا پانچواں دن ۶۰
ایام تشریق کی رمی کے مسائل ۶۱
منی سے واپسی ۶۲
طوافِ وداع ۶۳
طوافِ وداع کے مسائل ۶۵
حج کی قسمیں ۶۶
حج قران ۶۶
حج تمتع ۶۷
حج افراد ۶۷
دربار نبوت میں حاضری ۶۹
حاجی پہلے مدینہ منورہ جائے یا مکہ معظمہ؟ ۷۰
مدینہ منورہ کیسے حاضر ہوں؟ ۷۰
روضۂ اقدس پر حاضری ۷۲
مسجد نبوی میں نماز باجماعت اور تلاوت کا اہتمام ۷۴
ریاض الجنۃ ۷۵
ریاض الجنۃ کے سات ستون ۷۶
زیارت جنت البقیع ۷۷
مسجد قبا ۷۸
مسجد قبلتین ۷۸
زیارت شہداء احد ۷۹
دربارِ نبوت سے واپسی ۷۹
ایک درخواست ۸۰

دل کی بات

مسائل حج و عمرہ پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں، لکھی جارہی ہیں اور لکھی جائیں گی، ہر زمانے میں اللہ کے مخصوص بندوں نے ''مناسک'' پر قلم اٹھایا ہے، اللہ تعالیٰ سب کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔

امسال (۲۰۱۷ء میں) اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے بندہ کو فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے قبول فرمالیا ہے، منظوری آتے ہی دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ اپنی یادداشت اور دوسروں کی سہولت و آسانی کی خاطر اختصار کے ساتھ آسان و عام فہم زبان میں حج و عمرہ کا مسنون طریقہ اور ضروری احکام جمع کردیئے جائیں، تاکہ عام آدمی بھی بسہولت ان کو اپنے ذہن میں بٹھا کر حج و عمرہ کا مبارک عمل صحیح طور پر ادا کرسکے۔ زیر نظر کتابچہ میں اسی قلبی داعیہ کی تکمیل کی ادنی کوشش کی گئی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حقیر کاوش کو اپنی بارگاہِ عالی میں قبول فرمائے اور بندے کے لیے سعادتِ دارین کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

محمد جاوید قاسمی بالوی

۱۴۳۸/۹/۸ھ

حج وعمرہ کی فضیلت

۱- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ:

> ”پے در پے حج وعمرے کیا کرو؛ کیوں کہ یہ دونوں غربت اور گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے میل کو صاف کر دیتی ہے، اور حج مقبول کا ثواب صرف جنت ہے۔“ (جامع ترمذی، حدیث ۸۱۰)

۲- ایک دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

> ”ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ درمیانی عرصے کے گناہوں کا کفارہ ہے، اور حج مقبول کی جزاء جنت کے سوا کچھ اور نہیں ہو سکتی۔“ (صحیح بخاری، حدیث ۱۷۷۳)

فائدہ: حج مقبول کی علامت یہ ہے کہ حج کرنے کے بعد آدمی کی زندگی کا ورق الٹ جائے، یعنی جو گناہ پہلے کرتا تھا وہ سب چھوڑ دے، اعمال صالحہ میں اضافہ ہو جائے، آخرت کی طرف رغبت بڑھ جائے۔

حج وعمرہ کا حکم

حج : زندگی میں ایک مرتبہ اداء کرنا فرض ہے، بار بار حج فرض نہیں،

البتہ اگر کوئی نفلی حج کرنا چاہے تو بات الگ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

> ”اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے“، تو حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول! کیا ہر سال حج فرض ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ”اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا، اور اگر ایسا ہوتا تو تم اس پر عمل نہ کر پاتے اور یہ تمہارے بس میں بھی نہیں تھا کہ تم اس پر عمل کرتے، حج تو بس ایک مرتبہ فرض ہے، اور اس سے زیادہ نفل ہے۔“

(مسند احمد، حدیث ۲۳۰۴)

عمرہ : اپنی اصل کے اعتبار سے صاحبِ استطاعت شخص کے لیے زندگی میں ایک مرتبہ سنتِ مؤکدہ ہے، واجب یا فرض نہیں ہے، اکثر علماء کی یہی رائے ہے۔ (غنیۃ الناسک ص:۱۹۶)

ایک غلط فہمی کا ازالہ: عام طور پر عوام میں یہ مشہور ہے کہ جو عمرہ کر لے اس پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ یہ اچھی طرح ذہن نشین کر لیں

کہ محض عمرہ کرنے سے حج فرض نہیں ہوتا؛ بلکہ حج اس شخص پر فرض ہوتا ہے جو مسلمان، آزاد، عاقل، بالغ ہو، حج کے مہینوں (شوال، ذی قعدہ، ذی الحجہ) میں سفر کر کے مکہ معظّمہ پہنچنے پر قادر ہو، یعنی سفر کی بدنی طاقت بھی ہو، اور اپنی و اپنے اہل خانہ کی بنیادی ضروریات کے علاوہ اتنے سرمایہ کا مالک ہو کہ جس سے آمد و رفت کی سواری اور سفر اور حرمین کے قیام میں کھانے پینے اور دیگر ضروریات کا انتظام ہو سکے۔ (غنیۃ الناسک ص:۱۲-۲۲)

حج کی ادائیگی میں جلدی کریں

جن لوگوں پر حج فرض ہو جائے، انہیں جلد سے جلد اپنے فریضہ کی ادائیگی کی فکر کرنی چاہئے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ”فریضۂ حج کے ادا کرنے میں جلدی کرو؛ کیوں کہ تم میں سے کسی کو معلوم نہیں کہ آئندہ اس کے لیے کیا رکاوٹ پیش آ جائے۔“ (مسند احمد، حدیث ۲۸۶۷)

بہت سے لوگ محض اس وجہ سے حج سے رکے رہتے ہیں کہ اپنی اولاد کی شادیوں سے فارغ ہو جائیں، یا پہلے والدین کو حج کرا دیں، پھر حج کو

جائیں، یہ طریقہ درست نہیں ہے۔ حج فرض ہونے کے بعد اولاً حج کی ادائیگی کی فکر کرنی چاہئے، اگر بیٹا استطاعت رکھتا ہے تو اسی پر حج فرض ہے وہ بلاتردد والدین سے پہلے اپنا فریضۂ حج ادا کرسکتا ہے، اس میں شرعاً کوئی رکاوٹ نہیں۔ اس لیے اولاد کی شادیوں یا والدین کے حج کے انتظار میں اپنا حج مؤخر نہ کیا جائے؛ البتہ اگر کوئی سعادت مند بیٹا اپنی وسعت کے مطابق خود اپنی مرضی سے اپنے ساتھ والدین یا ان میں سے کسی ایک کو لے کر جائے اور سفر حج میں ان کی خدمت کرے تو یہ یقیناً سعادت اور خوش نصیبی کی بات ہوگی۔ (کتاب المسائل ۳/۶۲-۶۳)

عمرہ کا طریقہ

جس طرح نماز کی ابتداء تکبیر تحریمہ سے ہوتی ہے اسی طرح حج اور عمرہ کی ابتداء احرام سے ہوتی ہے۔

۱- جس شخص کا عمرہ کا ارادہ ہو، اسے چاہئے کہ میقات پر پہنچنے سے پہلے یا میقات پر پہنچ کر غسل کرے، یا صرف وضو ہی کرلے، سلے ہوئے کپڑے جسم سے اتار کر دو پاک صاف چادریں لے (افضل یہ ہے کہ وہ چادریں سفید ہوں)، ایک کا تہبند بنائے اور دوسری اوپر اوڑھ لے (یہ حکم

مردوں کے لیے ہے، عورتوں کو سلے ہوئے کپڑے اتارنے کی ضرورت نہیں)، سورج کے طلوع، غروب، زوال، یا نماز فجر وعصر کے بعد کا وقت نہ ہو تو سر ڈھانک کر دو رکعت نفل پڑھے، سلام پھیرتے ہی سر سے چادر اتار کر سر ننگا کرلے، دل سے احرام کی نیت کرے اور زبان سے بھی کہے:

> ”اے اللہ! میں صرف تیری رضا کے واسطے عمرہ کا احرام
> باندھتا ہوں، تو اس کو میرے لیے آسان فرما، صحیح طریقے
> پر ادا کرنے کی توفیق دے اور اپنے فضل سے قبول فرما۔“

پھر مرد ذرا بلند آواز سے اور عورت آہستہ تین بار تلبیہ کے یہ کلمات کہے:

”لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ، اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَکَ وَ الْمُلْکَ ، لَا شَرِیْکَ لَکَ .“

احرام تلبیہ سے شروع ہوتا ہے، حنفیہ کے نزدیک کوئی بھی ذکر تلبیہ کے قائم مقام ہو جاتا ہے، نیت کرنے کے بعد تلبیہ کہنا ضروری ہے، ورنہ احرام شروع نہ ہوگا۔ اب آپ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، میل ملاقات کے وقت اور نماز کے بعد یہ کلمات خوب ذوق وشوق کے ساتھ پکارتے رہئے۔

مسئلہ: عورت حیض ونفاس کی حالت میں بھی احرام باندھ سکتی ہے؛ لہٰذا اگر کوئی عورت حالتِ حیض یا نفاس میں ہو تو غسل یا وضو کر کے عمرہ یا حج کی نیت

کرے اور تلبیہ پڑھ لے؛ مگر اس حالت میں وہ طواف اور سعی نہیں کر سکتی۔

مسئلہ: عورت تلبیہ (لَبَّیْکَ ......) بلند آواز سے نہیں کہے گی؛ بلکہ آہستہ کہے گی۔

احرام کی پابندیاں:

احرام کی حالت میں کرتہ، پائجامہ، نیکر، انڈر ویئر وغیرہ (سلا ہوا لباس)، دستانے، جرابیں اور ایسا جوتا نہیں پہن سکتے جس سے پاؤں کے درمیان کی ابھری ہوئی ہڈی چھپ جائے۔ جاگتے یا سوتے ہوئے کسی بھی حال میں سر اور چہرہ نہیں ڈھانک سکتے۔ ناخن اور بدن کے کسی بھی حصہ کے بال نہیں کاٹ سکتے۔ کسی بھی طرح کی خوشبو نہیں لگا سکتے؛ بلکہ کوئی ایسا شربت، رقیق دواء اور چائے وغیرہ بھی نہیں پی سکتے جس میں خوشبو غالب ہو۔ بیوی سے صحبت یا بے حجابی کی یا جذبات وشہوت کو ابھارنے والی کوئی بات نہیں کر سکتے۔ خشکی کے کسی جانور کا شکار یا کیڑے مکوڑے؛ حتی کہ اپنے جسم کی جوؤں کو بھی نہیں مار سکتے۔ لڑائی جھگڑا اور فسق وفجور کے کام حالتِ احرام میں پہلے سے بھی زیادہ منع اور قبیح ہو جاتے ہیں، اس لیے ان سے بچنے کا خوب اہتمام کیا جائے۔

مسئلہ: عورت احرام کے دوران بھی بدستور سلے ہوئے کپڑے پہنے رہے گی اور سر بھی ڈھانپے رہے گی، دستانے، جراب اور بند جوتا بھی پہن سکتی ہے؛ مگر دستانے پہننا پسندیدہ نہیں ہے۔ (غنیۃ الناسک، ص: ۹۴)

مسئلہ: خواتین کو حالتِ احرام میں کپڑا چہرہ سے الگ رکھنا ضروری ہے اور ساتھ ہی غیر محرم مردوں سے پردہ کرنے کا بھی حکم ہے، بے پردہ رہنا اور بلا عذرِ معتبر غیر محرم مردوں کے سامنے چہرہ کھولنا جائز نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ”ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں تھیں، جب مردوں کے قافلے ہمارے پاس سے گذرتے تو ہم اپنا دوپٹہ سر سے سرکا کر چہرہ پر ڈال لیتی تھیں، جب وہ آگے بڑھ جاتے تو چہرہ کھول لیتی تھیں۔“ (سنن ابوداؤد، حدیث ۱۸۳۳)

لہٰذا خواتین کو چاہیے کہ دورانِ احرام نامحرم مردوں کے سامنے چہرہ پر نقاب اس طرح ڈالیں کہ چہرہ پر کپڑا نہ لگنے پائے، اس کی صورت یہ ہے کہ سر پر پہلے ہیٹ وغیرہ کی شکل کی کوئی چیز لگالیں پھر اس کے اوپر سے نقاب ڈالیں۔ (حج کے ضروری مسائل ص ۲۱، کتاب المسائل ۳/۱۸۱)

مسئلہ: حالتِ احرام میں سردی سے بچنے کے لیے ایسا ”کن ٹوپ“ لگانا جس سے چہرہ یا سر نہ ڈھکے جائز ہے۔ (فتاوی ہندیہ ۱/۲۲۴)

مسئلہ: احرام کے کپڑوں میں بہتر یہی ہے کہ وہ بالکل سلے ہوئے نہ ہوں؛ لیکن اگر کسی نے لنگی کے ایک کونے کو دوسرے سے باندھ دیا یا سلوالیا تو اس پر کوئی جزا واجب نہیں ہوگی۔ (غنیۃ الناسک، ص:۷۱)

نوٹ: اگر کسی شخص کو بے سلی لنگی پہننے کی بالکل عادت نہ ہو، اور ایسی لنگی پہننے سے ستر کھلنے کا واقعی خطرہ ہو، تو اس کے لیے سلی ہوئی لنگی پہننے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے۔ (کتاب المسائل ۳/ ۱۳۷)

مسئلہ: روپئے پیسہ کی حفاظت کے لیے کمر میں پٹہ یا پرس باندھنا بلا کراہت درست ہے۔ (فتاوی ہندیہ ۱/ ۲۲۴)

مسئلہ: عورت کے لیے حالت احرام میں ہر طرح کے زیورات پہننا جائز ہے۔ (درمختار مع شامی ۳/ ۲۵۵-۲۵۶)

مسئلہ: احرام کی حالت میں ٹھنڈے یا گرم پانی سے غسل کرنا جائز ہے؛ لیکن جسم سے میل دور نہ کرے؛ کیوں کہ یہ مکروہ ہے؛ لہٰذا بغیر خوشبو کا صابن بھی استعمال نہ کرنا چاہئے، اور خوشبو دار صابن استعمال کرنا تو احرام کی حالت میں جائز ہی نہیں۔ (حج کے ضروری مسائل ص:۲۶)

مسئلہ: اگر حالتِ احرام میں غسل یا وضو کرتے ہوئے یا خود بخود ڈاڑھی یا سر کے بال ٹوٹ جائیں، تو ہر تین بالوں کے بدلہ ایک مٹھی غلہ یا

ہر بال کے بدلہ ایک کھجور خیرات کرنا واجب ہے۔ البتہ اگر بیماری کی وجہ سے کسی کے بال ٹوٹتے ہوں، تو ان کی وجہ سے کوئی فدیہ واجب نہیں۔

(غنیۃ الناسک، ص:۲۵۷-۲۵۸)

مکہ معظّمہ میں داخلہ:

۲- سفر کی منزلیں طے ہو جانے کے بعد جب مکہ معظّمہ میں داخلہ کی سعادت نصیب ہو، تو اپنے اندر ذوق وشوق اور ادب واحترام کی کیفیت پیدا کر کے دعا مانگیں:

”اے اللہ! اس مبارک شہر میں مجھے سکون واطمینان سے رہنا نصیب فرما اور یہاں کے حقوق وآداب پورے کرنے کی توفیق عطا فرما۔“

شہر میں داخل ہو کر پہلے سامان وغیرہ کا انتظام کرے تا کہ دل میں الجھن نہ رہے، پھر وضو یا غسل کر کے تلبیہ کہتے ہوئے مسجد حرام میں حاضر ہو، خشوع، خضوع، تواضع وعاجزی کے ساتھ بیت اللہ شریف کی عظمت وجلال کا دھیان رکھتے ہوئے: ”بِسْمِ اللّٰهِ وَ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ“ کہہ کر دایاں پاؤں مسجد حرام میں رکھے اور یہ دعا پڑھے:

”اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَ افْتَحْ لِیْ أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ“

آگے چل کر جب بیت اللہ شریف پر نظر پڑے تو تین مرتبہ "اَللّٰہُ أَکْبَر، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کہہ کر یہ دعا پڑھے:

" اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْکَ السَّلَامُ ، فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ . اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَکَ هٰذَا تَشْرِيْفًا وَّ تَعْظِيْمًا وَّ تَکْرِيْمًا وَّ مَهَابَةً ، وَ زِدْ مَنْ حَجَّه أَوِ اعْتَمَرَه تَشْرِيْفًا وَّ تَکْرِيْمًا وَّ تَعْظِيْمًا وَّ بِرًّا . "

پھر درود شریف پڑھ کر جو چاہے دعا مانگے اس وقت دعا قبول ہوتی ہے بہتر یہ ہے کہ یہ دعا مانگے کہ "اے اللہ! میں اپنی زندگی میں، جتنی بھی ایسی دعائیں مانگوں جو میرے اور دوسروں کے حق میں بہتر ہوں اُن سب کو قبول فرما" سب سے اہم دعا یہ ہے کہ اللہ تعالی سے بلا حساب جنت مانگے۔

طواف کا طریقہ:

۳- پھر سیدھا "حجر اسود" پر جائے، "حجر اسود" بیت اللہ کے ایک کونہ پر لگا ہوا ہے، اس کے ٹھیک سامنے مطاف کے اختتام پر گرین (ہری) لائٹ لگی ہوئی ہے۔ "حجر اسود" پر پہنچ کر تلبیہ بند کردے، اور "حجر اسود" کی طرف منہ کر کے اس طرح کھڑا ہو جائے کہ پورا "حجر اسود" آپ کی دائیں طرف

رہے، اب طواف کی نیت کرے کہ:

> ”اے اللہ! میں تیری رضا کے لیے تیرے مقدس گھر کے
> سات چکر طواف کی نیت کرتا ہوں، اس کو میرے لیے
> آسان فرما، اور اسے قبول فرما۔“

یہ نیت کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر طواف نہیں ہوگا، اس طواف کے بعد چوں کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی بھی کرنی ہے؛ اس لیے مرد احرام کی چادر دائیں بازو کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لے (ایسا کرنا صرف مردوں کے لیے سنت ہے، عورتیں ایسا نہیں کریں گی)، پھر ذرا دائیں جانب ہوجائے کہ سینہ اور منہ ”حجر اسود“ کے بالکل سیدھ میں آجائے، اب نماز کی طرح دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر **”بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ أَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ“** کہہ کر ہاتھ نیچے گرا دے، پھر استلام کرے، یعنی ”حجر اسود“ کو بوسہ دے یا ہاتھ لگا کر چوم لے، اگر ہجوم اور بھیڑ کی وجہ سے یہ مشکل ہو تو وہیں کھڑے کھڑے دونوں ہتھیلیاں ”حجر اسود“ کی طرف کرکے یہ خیال کرے کہ ”حجر اسود“ پر رکھی ہوئی ہیں اور **”بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ أَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ“** کہہ کر ہاتھ چوم لے، پھر وہیں کھڑے کھڑے دائیں جانب اِس طرح گھومے کہ بیت اللہ شریف بائیں کندھے کے برابر میں آجائے، اب

طواف شروع کردے، بیت اللہ کے گرد اِس طرح چکر لگائے کہ بایاں ہاتھ بیت اللہ کی طرف رہے اور کسی موقع پر سینہ اور پیٹھ بیت اللہ کی طرف نہ ہو، اگر بالقصد بیت اللہ کی طرف سینہ یا پیٹھ کرلی تو جتنی دور تک یہ کیفیت رہے گی طواف معتبر نہیں ہوگا، اس لیے پیچھے لوٹ کر اتنا حصۂ طواف لوٹایا جائے، اور اگر سخت بھیڑ کی وجہ سے بلا اختیار ایسا ہوجائے تو عذر کی بناء پر اس کی وجہ سے طواف میں کوئی خرابی نہیں آئے گی۔ طواف کے دوران بیت اللہ کی طرف دیکھنا مکروہ اور خلافِ اولیٰ ہے۔ حطیم کے باہر سے پورا چکر کاٹ کر دوبارہ ''حجر اسود'' کے سامنے آجائے تو پہلے کی طرح استلام کرکے دوسرا چکر شروع کردے، اِس طرح سات چکر لگائے، ساتواں چکر استلام کرکے ختم کرے۔ پہلی اور آخری مرتبہ استلام سنتِ مؤکدہ ہے اور درمیان کے چکروں میں استلام کرنا مستحب ہے۔

اِس طواف کے شروع کے تین چکروں میں مردوں کے لیے رمل کرنا بھی سنت ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ قدموں کو قریب قریب رکھتے ہوئے پہلوانوں کی طرح کندھے ہلا کر قدرے تیزی کے ساتھ چلیں، باقی چکروں میں معمولی رفتار سے چلیں گے، اگر پہلے تین چکروں میں رمل کرنا بھول جائیں تو بعد کے چکروں میں اس کی قضا نہیں کرسکتے۔

طواف کے دوران اللہ کے ذکر یا دعا میں مشغول رہنا افضل ہے؛ مگر اس کے لیے کوئی دعا یا ذکر مخصوص نہیں ہے، البتہ "رکن یمانی" (بیت اللہ کے حجر اسود سے پہلے والے کونہ) اور حجر اسود کے درمیان ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الآخِرَةِ حَسَنةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ پڑھنا احادیث سے ثابت ہے۔ جو بھی ذکر و دعا کریں آہستہ آہستہ کریں، آواز بلند نہ ہو، کچھ بھی نہ پڑھنا اور چپ رہنا بھی جائز ہے، اپنی مادری زبان میں بھی دعا مانگ سکتے ہیں۔ دعا کے لیے اصول یہ ہے کہ جس دعا میں زیادہ جی لگے اور دل میں دھیان پیدا ہو وہی سب سے بہتر ہے۔

طواف کے دوران قریب سے گذرتے وقت "رکن یمانی" کو ہاتھ سے چھونا مسنون ہے؛ لیکن دور سے اشارہ کرنے کا حکم نہیں ہے، یہ دعا کی قبولیت کا اہم مقام ہے، اس لیے طواف کے ہر چکر میں خصوصاً "رکن یمانی" پر پہنچ کر دعا مانگنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

مسئلہ: طواف میں طہارت ضروری ہے، اگر چار چکروں کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر کے باقی طواف پورا کرسکتا ہے، اور چار چکروں سے پہلے وضو ٹوٹنے کی صورت میں وضو کر کے شروع سے طواف کرنا افضل ہے؛ بلا وجہ طواف کے چکروں کے درمیان لمبا وقفہ اور فاصلہ کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: مردوں کے لیے مستحب یہ ہے کہ اگر بیت اللہ کے قریب جگہ خالی ہو اور کسی کو تکلیف نہ ہو تو بیت اللہ کے قریب طواف کریں اور عورتوں کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ بیت اللہ سے دور ہٹ کر طواف کریں؛ الّا یہ کہ بیت اللہ شریف طواف کرنے والے مردوں سے خالی ہو۔

طواف کا دوگانہ:

۴- طواف سے فارغ ہو کر دو رکعت نماز پڑھے، یہ دو رکعت واجب ہیں، ان کی پہلی رکعت میں سورہ "کافرون" اور دوسری رکعت میں سورہ "اخلاص" پڑھنا مستحب ہے۔

افضل یہ ہے کہ یہ نماز مقام ابراہیم کے پیچھے ادا کی جائے، بھیڑ کی وجہ سے قریب جگہ نہ مل سکے، تو اس کے دائیں بائیں یا جہاں بھی جگہ ملے وہاں پڑھ لے۔ مکروہ اوقات میں (سورج کے طلوع، غروب اور زوال کے وقت اور نماز فجر وعصر کے بعد) یہ دو رکعت نہ پڑھے۔

کئی طواف کرنے کے بعد سب کی دو رکعت جمع کر کے پڑھنا مکروہ ہے؛ البتہ اگر مکروہ وقت ہو تو کئی طواف لگاتار کر لے اور مکروہ وقت نکل جانے کے بعد ہر طواف کی الگ الگ دو رکعت ادا کرے۔

ملتزم پر:

۵- طواف کی دو رکعت اور دعا سے فارغ ہوکر ''ملتزم'' پر آئے، حجر اسود اور بیت اللہ شریف کے دروازہ کے درمیان، بیت اللہ کی دیوار کے ڈھائی گز کے قریب حصہ کو ''ملتزم'' کہتے ہیں، یہ دعا کی قبولیت کا خاص مقام ہے، نبی کریم ﷺ اس سے ایسے لپٹ جاتے تھے جیسے بچہ ماں کے سینہ سے لپٹتا ہے، آپ بھی اس سے لپٹ کر، اِس تصور ویقین کے ساتھ کہ پروردگار کے آستانہ پر چوکھٹ سے لگا کھڑا ہوں، وہ میرا حال دیکھ رہا اور میری آہ وزاری سن رہا ہے، اپنے لیے، اپنے والدین، اعزہ واحباب اور پوری امتِ محمدیہ کے لیے خوب رو رو کر دعا کیجئے، دنیا وآخرت کی ہر ضرورت اور ہر نعمت مانگئے۔

آبِ زمزم:

۶- ''ملتزم'' پر دعا کرنے کے بعد ''زمزم'' پر آیئے، قبلہ رو کھڑے ہوکر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر تین سانس میں خوب زمزم پیجئے، اور الحمد للہ کہہ کر یہ دعا مانگئے:

”اللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَ رِزْقًا وَاسِعًا وَ شِفَاءً مِنْ کُلِّ دَاءٍ“

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے نفع بخش علم، وسعت والے رزق اور ہر بیماری سے شفاء کی درخواست کرتا ہوں۔

آبِ زمزم کھڑے ہوکر پینا ضروری نہیں، بیٹھ کر بھی پی سکتے ہیں۔

آبِ زمزم کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اسے جس نیت وارادہ سے پیا جائے گا، اللہ تعالی اس کو پورا فرمائیں گے۔ چناں چہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَه“ (ابن ماجہ، حدیث ۳۰۶۲)

یعنی زمزم کا پانی پیتے وقت اللہ تعالی سے جو مراد مانگنے کا خیال دل میں جمایا جائے گا، وہ مراد پوری ہوگی۔

صفا ومروہ کی سعی:

۷- آبِ زمزم پینے کے بعد حجر اسود پر جا کر اس کا استلام کریں، چومنا ممکن نہ ہو تو حجر اسود کی طرف ہتھیلیاں کر کے ہی چوم لیں، پھر صفا ومروہ کی سعی کے لیے بیت اللہ کے دروازہ سے تھوڑا سا ”حطیم“ کی طرف ہٹ کر

سامنے کی طرف سیدھا چلیں، پھر دائیں طرف مڑ کر پندرہ بیس قدم چلنے کے بعد بائیں طرف مڑ جائیں، تو تھوڑا سا آگے چلنے کے بعد آپ صفا پہاڑی پر پہنچ جائیں گے، صفا کے قریب پہنچ کر یہ کہیں:

"أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِه، ﴿إِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾

اس کے بعد صفا پہاڑی پر اتنا چڑھے کہ بیت اللہ شریف نظر آنے لگے سعی کی نیت کرے، اور بیت اللہ شریف کی طرف رخ کر کے اپنے دونوں ہاتھ دعا کی طرح کندھوں تک اٹھا کر، اللہ اکبر اور کلمہ طیبہ پڑھے اور خوب دعائیں مانگے، یہ بھی قبولیتِ دعا کا مقام ہے۔

نبی کریم ﷺ نے صفا پر چڑھنے کے بعد مندرجہ ذیل کلمات پڑھے تھے، آپ بھی ان کو پڑھیے:

"لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه، اللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه، لَا شَرِيْكَ لَه، لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ، وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه، أَنْجَزَ وَعْدَه، وَ نَصَرَ عَبْدَه، وَ هَزَمَ

الْأَحْزَابَ وَحْدَه."

دعا کے بعد مروہ کی طرف چلنا شروع کردے، خاموش رہے تو بھی جائز ہے؛ مگر دل وزبان کو اللہ کے ذکر اور دعا میں مشغول رکھنا ہی بہتر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ایک مختصر دعا ہے، آپ بھی سعی کے دوران اس دعا کا کثرت سے وردرکھئے: "رَبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ تَجَاوَزْ عَنْ مَّا تَعْلَمُ، إِنَّکَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَکْرَمُ."

جب سعی کرتے ہوئے صفا ومروہ کے درمیان وادی کے اُس حصہ میں پہنچے جہاں اُوپر چھت میں ہری لائٹیں بطور نشان لگی ہوئی ہیں، تو دوڑنے کے انداز میں چلنے کی رفتار تیز کردے اور جہاں تک وہ ہری لائٹیں لگی ہوئی ہیں اسی طرح دوڑنے کے انداز میں تیز رفتاری سے چلتا رہے، ہر چکر میں ایسا ہی کرے (دوڑنا صرف مردوں کے لیے مسنون ہے، عورتیں اس حصہ میں بھی معمولی رفتار ہی سے چلیں گی)، ہری لائٹوں والا حصہ ختم ہوجانے کے بعد معمولی رفتار سے چلتا ہوا مروہ پر پہنچ جائے۔ مروہ پر پہنچ کر قبلہ رو ہوکر دعا مانگے، یہ سعی کا ایک چکر ہوگیا، پھر یہاں سے صفا پر پہنچیں گے تو دوسرا چکر ہوجائے گا، اس طرح سات چکر سعی کرے، ساتواں چکر مروہ پر ختم ہوگا۔ ہر دفعہ کی طرح اب بھی ہاتھ اٹھا کر دعا کیجئے۔ لیجئے! آپ کی سعی مکمل ہوگئی۔

صفاومروہ کی سعی کے مسائل:

(۱) طواف کے فوراً بعد سعی کرنا سنت ہے، ضروری نہیں، تھکن یا کسی ضرورت کی وجہ سے کچھ وقفہ کرلے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۲) لگاتار سعی کے سات چکر پورے کرنا سنت ہے، اگر کسی نے متفرق طور پر دو تین قسطوں میں سعی مکمل کی تو بھی جائز ہے؛ مگر بلا عذر ایسا کرنا خلافِ سنت ہے۔

(۳) ہری لائٹوں والے حصہ میں دوڑنا مسنون ہے، اگر کوئی شخص اس حصہ میں نہ دوڑے تو اس پر کوئی چیز لازم تو نہیں ہوگی؛ مگر بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

(۴) سعی باوضو کرنا مستحب ہے، وضو ٹوٹ جانے پر اسی طرح پوری کرلے تو بھی جائز ہے۔

(۵) سعی کے دوران نماز باجماعت شروع ہو جائے یا کوئی جنازہ آجائے، تو سعی وہیں موقوف کر کے نماز میں شریک ہو جائے، نماز سے فارغ ہو کر پھر اسی جگہ سے سعی شروع کردے جہاں سے چھوڑی تھی۔ (۱)

---

(۱) ماخوذ از: ''حج وعمرہ''، ''کتاب المسائل'' (جلد سوم)۔

احرام سے کیسے نکلیں؟

۸- صفاو مروہ کی سعی سے فارغ ہونے کے بعد مستحب یہ ہے کہ مسجد حرام میں آکر دو رکعت نفل نماز (شکرانہ) پڑھے۔ اس کے بعد قبلہ رو بیٹھ کر سر کے بال منڈوادے، یا کٹادے، بس اب عمرہ مکمل ہوگیا اور احرام ختم۔

بال کٹانے کے ضروری مسائل:

(۱) احرام کھولنے کے لیے سر منڈانا یا بال کٹا کر چھوٹے کرانا ضروری ہے، اگر بال چھوٹے کرانے ہیں تو لمبائی میں انگلی کے پوروے کے برابر اور مقدار میں چوتھائی سر کے بقدر کٹوانا ضروری ہے، اس کے بغیر احرام نہیں کھلے گا، پورے سر کے بال منڈانا یا کٹانا سنت ہے۔ مردوں کے لیے بال منڈوانا افضل ہے۔ صرف چوتھائی سر کے بال کٹانے سے اگرچہ احرام کھل جائے گا؛ مگر مردوں کے لیے ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

(۲) عورتوں کے لیے سر منڈانا حرام ہے، وہ صرف چوتھائی سر کے بال انگلی کے پوروے کے برابر کٹوائیں گی۔ بعض عورتوں کی چوٹی آخر سے پتلی ہوجاتی ہے، ان کے لیے ذرا اوپر سے بال کاٹنا ضروری ہے تاکہ

چوتھائی سر کے برابر بال کٹ جائیں، ورنہ احرام نہیں کھلے گا۔

(۳) احرام کھولنے کے لیے سر کے بال حدودِ حرم کے اندر کٹانا ضروری ہے، حدودِ حرم سے باہر کٹائے گا تو دم دینا پڑے گا۔

(۴) اگر حاجی یا عمرہ کرنے والا سب ارکان ادا کر چکا ہے اور احرام سے حلال ہونے کا وقت آچکا ہے، تو اپنے سر کے بال خود بھی مونڈ سکتا ہے، اور اپنے بال منڈوانے یا کٹانے سے پہلے دوسرے شخص کے بال بھی کاٹ یا مونڈ سکتا ہے، اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔ (غنیۃ الناسک ص:۱۷۴)

(۵) اگر کوئی شخص استرے سے سر مونڈنے کے بجائے، بال صفا کریم یا پاؤڈر لگا کر سر کے بال اڑا دے، تو واجب ادا ہو جائے گا اور احرام کھل جائے گا؛ تاہم استرے سے بال مونڈنا افضل اور مستحب ہے۔

(۶) اگر کوئی پیدائشی گنجا ہے، یا قریبی وقت میں بال منڈانے کی وجہ سے اس کے سر پر بالکل بال نہیں ہیں، یا سر پر زخم ہیں تو حلال ہونے کے لیے اس پر واجب ہے کہ سر پر استرا پھیر لے، اگر زخموں کی وجہ سے استرا بھی نہ چلا سکے تو یہ واجب ساقط ہو جائے گا، اور بلا حجامت حلال ہو جائے گا۔

(۷) جس مرد کے سر کے بال انگلی کے پوروے سے کم ہوں، اس کے لیے استرا پھروانا واجب ہے۔ کچھ لوگ قینچی سے چند بال کٹوا لیتے ہیں،

یہ جائز نہیں، ایسا کرنے سے احرام نہیں کھلے گا۔

(۸) سر منڈانے یا بال کٹانے کے بعد مستحب ہے کہ بڑھے ہوئے ناخن اور مونچھیں تراش لی جائیں۔ اگر بال کٹانے سے پہلے ہاتھ یا پیر کے ناخن کاٹ لیے، یا محرم مرد نے قصداً یا بھولے سے سلا ہوا کپڑا پورے ایک دن یا پوری ایک رات پہن لیا، تو دم واجب ہوگا؛ کیوں کہ ابھی احرام کی پابندیاں ختم نہیں ہوئی ہیں، احرام کی پابندیاں بال کٹانے کے بعد ختم ہوتی ہیں۔ اور اگر اس سے کم پہنا ہے تو صدقہ ادا کرے، اور اگر ایک گھنٹہ سے بھی کم پہنا ہے تو ایک مٹھی گیہوں دیدے۔ (۱)

حج سے پہلے:

ماشاء اللہ آپ عمرہ سے فارغ ہو چکے ہیں، حج کا احرام باندھنے تک مکہ معظّمہ میں رہتے ہوئے ایک ایک منٹ کو قیمتی سمجھئے، فضول اور لایعنی کاموں میں ہرگز اپنا وقت ضائع نہ کیجئے، جہاں تک ہو سکے زیادہ سے زیادہ وقت مسجد حرام ہی میں گزاریئے، نہ معلوم عمر بھر میں پھر یہ سعادت میسر آئے کہ نہ آئے؟ کثرت سے طواف کیجئے، نفل نمازیں پڑھئے، قضا نمازوں کے

---

(۱) ماخوذ از: ''حج و عمرہ''، ''کتاب المسائل'' (جلد سوم)۔

لیے اس سے بہتر فرصت بھلا کب مل سکتی ہے؟ ذکر و تلاوت بھی خوب کیجئے، یا پھر بیٹھے بیٹھے عظمت و محبت کے ساتھ بیت اللہ شریف ہی کو بار بار دیکھتے رہیئے کہ یہ بھی عبادت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ:

> ”اللہ تعالیٰ بیت اللہ شریف کا حج کرنے والوں پر ۱۲۰/ رحمتیں نازل فرماتے ہیں، جن میں سے ۶۰/ رحمتیں طواف کرنے والوں کے لیے، ۴۰/ نماز پڑھنے والوں کے لیے اور ۲۰/ بیت اللہ شریف کو دیکھنے والوں کے لیے خاص ہوتی ہیں۔“ (شعب الایمان بیہقی، حدیث: ۴۰۵۱)

مکہ معظمہ میں قیام پزیر حاجیوں کے لیے (بشرطیکہ وہ قارن (۱) نہ ہوں) حج کے پانچ ایام (۹/ سے ۱۳/ ذی الحجہ) کے علاوہ دیگر ایام میں مسجد عائشہ، جعرانہ یا حل کے کسی مقام سے بار بار عمرہ کرنے میں نہ صرف یہ کہ شرعاً کوئی حرج نہیں؛ بلکہ عمرہ کی کثرت یقیناً اجر و ثواب میں زیادتی کا باعث ہے۔ جس شخص کی حجِ قران کی نیت ہو، اس کے لیے میقات سے احرام باندھ کر ایک مرتبہ عمرہ کرنے کے بعد حج کے ارکان سے فارغ

---

(۱) قارن: وہ شخص کہلاتا ہے جو ایک ہی احرام سے پہلے عمرہ اور پھر حج کرے۔

ہونے سے پہلے درمیان میں عمرہ کرنا درست نہیں، اگر ایسا کرے گا تو دم واجب ہوگا۔

کثرتِ طواف افضل ہے یا عمرہ؟

اگر کوئی شخص اتنے وقت طواف میں مشغول رہتا ہے کہ جس میں عمرہ کیا جا سکے، تو اس کے لیے طواف عمرہ سے افضل ہے اور اگر اتنی مدت تک طواف میں مشغول نہیں رہتا؛ بلکہ طواف میں کم وقت لگاتا ہے تو ایسی صورت میں عمرہ کرنا طواف سے افضل ہوگا۔ اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ سات طوافوں کا ثواب ایک عمرہ کے مانند ہے۔ (شامی ۳/ ۵۱۷)

حج کا طریقہ

اجازت ہو تو آکر ان میں شامل میں بھی ہو جاؤں
سنا ہے کل تیرے در پر ہجومِ عاشقاں ہوگا

حج کا احرام:

۱- حج کا احرام آپ ۸؍ ذی الحجہ سے پہلے بھی باندھ سکتے ہیں؛ مگر سہولت اسی میں ہے کہ آٹھویں ذی الحجہ کی صبح کو باندھیں۔ اپنے کمرہ سے

غسل یا وضو کر کے دو پاک سفید چادریں پہن کر حرم شریف میں آجائیں، احرام باندھنے کا جو طریقہ پیچھے (عمرہ کے بیان میں) ذکر کیا گیا ہے، اس کے مطابق پہلے احرام کی دو رکعت نماز سر چھپا کر پڑھیں، پھر سلام پھیرتے ہی سر سے چادر اتار کر سر ننگا کر کے حج کے احرام کی نیت کریں:

> ”اے اللہ! میں آپ کی رضا کے لیے حج کی نیت کرتا ہوں، میرے لیے اس کو آسان فرما اور اسے قبول فرما۔“

پھر مرد ذرا بلند آواز سے اور عورت آہستہ تین بار تلبیہ پڑھیں:

”لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ، اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَکَ وَ الْمُلْکَ ، لَا شَرِیْکَ لَکَ .“

اس کے بعد جو چاہیں دعا مانگیں، خصوصاً یہ دعا ضرور مانگیں:

> ”اے اللہ! میں نے محض تیری رضا کی خاطر حج کا احرام باندھا ہے، اس کو صحیح طریقہ سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرما، مدد فرما اور اسے قبول فرما، حج کی خصوصی برکات اور انوارات سے مالا مال فرما، میری تمام خطاؤں کو معاف فرما کر دنیا و آخرت کی عافیت اور بھلائی نصیب فرما۔“

اب آپ کا حج کا احرام شروع ہو گیا ہے اور وہ تمام پابندیاں آپ پر پھر

لگ گئی ہیں جو عمرہ کے احرام میں پہلے ذکر کی جا چکی ہیں۔ اب آپ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، ذوق وشوق اور اللہ پاک کی عظمت ومحبت کا دھیان رکھتے ہوئے، کثرت سے تلبیہ پڑھتے رہیں۔

حج کا پہلا دن:

۲- احرام باندھ کر ۸/ ذی الحجہ کو دوپہر تک منیٰ میں پہنچ جائیں، ظہر سے ۹/ ذی الحجہ کی صبح تک یہ پانچ نمازیں منیٰ میں پڑھنا اور رات کو یہیں قیام کرنا سنت ہے۔ یہاں اپنے اوقات نماز باجماعت، ذکر، تلاوت اور تلبیہ وغیرہ میں مشغول رکھیں۔

منیٰ جاتے وقت ایک جوڑا کپڑا، لوٹا، چٹائی، چھتری، پانی کا تھرمس اور کچھ کھانے کی خشک چیزیں (نمکین بسکٹ وغیرہ) جیسے ضروری سامان لے لیں، زیادہ بوجھ نہ کریں۔

اپنے خیمہ کی اچھی طرح پہچان کرلیں، اپنے خیمہ سے زیادہ دور نہ جائیں، ورنہ گم ہوجانے کا قوی اندیشہ ہے، اپنا تعارفی کارڈ ہر وقت ساتھ رکھیں۔ خیموں میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط نہ ہونے دیں؛ درمیان میں چادر ڈال کر عورتوں کا حصہ الگ کردیں اور مردوں کا الگ۔

قیامِ منیٰ کے ضروری مسائل:

(۱) سنت یہ ہے کہ ۸؍ذی الحجہ کو سورج طلوع ہو جانے کے بعد مکہ معظّمہ سے منیٰ کے لیے روانہ ہوں؛ لیکن آج کل رات ہی سے منیٰ کی روانگی شروع ہو جاتی ہے اور عام لوگوں کے لیے معلم کی بسوں کے بغیر منیٰ میں اپنے خیمہ میں پہنچنا نہایت مشکل ہے؛ اس لیے عوام کو یہی مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ جس وقت بھی معلم کی طرف سے لے جانے کا انتظام ہو اس کی پابندی کریں، سورج نکلنے کا انتظار نہ کریں۔

(۲) اگر ۸؍ذی الحجہ کو مکہ معظّمہ سے زوال کے بعد روانہ ہوا؛ لیکن ظہر منیٰ میں جا کر پڑھی تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور اگر کوئی شخص ۸؍ذی الحجہ کو بلا کسی عذر کے منیٰ میں قیام نہ کرے، تو ایسا کرنا سنت کو چھوڑنے کی وجہ سے اگرچہ مکروہ ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے کوئی دم وغیرہ لازم نہیں ہوگا۔

(۳) منیٰ میں ''مسجد خیف'' کے قریب قیام کرنا سنت ہے (لیکن آج کل منیٰ کا قیام اپنے اختیار میں نہیں رہا؛ بلکہ معلم کے خیمے جہاں نصب ہوتے ہیں وہیں قیام کرنا پڑتا ہے)۔

(۴) ''مسجد خیف'' منیٰ میں جنوبی جانب ''مسجد حرام'' سے ۹؍کلو میٹر

کے فاصلہ پر واقع ہے، اس مسجد میں حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کا نماز پڑھنا ثابت ہے، بعض آثار میں ہے کہ یہاں ۷۰ انبیاء علیہم السلام نے نماز پڑھی ہے۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ فرض نمازیں اور نوافل وغیرہ وہاں جا کر پڑھیں، البتہ حنفی حاجیوں کو چار رکعتوں والی فرض نمازیں ''مسجد خیف'' میں امام کی اقتداء میں نہیں پڑھنی چاہئیں؛ کیوں کہ آج کل ''مسجد خیف'' میں حکومت سعودیہ کی جانب سے مقررہ امام مقیم ہونے کے باوجود چار رکعتیں والی نمازیں قصر پڑھاتے ہیں؛ اس لیے کہ ان کے مسلک میں قصر کا حکم حج کے تابع ہے، جب کہ احناف کے نزدیک حج کی وجہ سے قصر کا حکم نہیں ہوتا؛ بلکہ سفر کی وجہ سے ہوتا ہے۔

(۵) راجح رائے کے مطابق منیٰ مکہ معظّمہ سے متصل فناء کی شکل اختیار کر چکا ہے؛ لہٰذا وہاں جمعہ پڑھنا اسی طرح ضروری ہے جیسے مکہ میں؛ اس لیے ایام منیٰ میں اگر جمعہ پڑ جائے تو حجاج کو چاہئے کہ اپنے اپنے خیموں میں جمع ہو کر جمعہ کی نماز پڑھیں۔

(۶) اگر کسی شخص کو حکومتی نظام کی مجبوری کی وجہ سے حدودِ منیٰ میں ٹھہرنے کی جگہ نہ ملے، تو اس کے لیے منیٰ کے علاوہ کہیں بھی ٹھہرنا جائز ہے خواہ وہ حدودِ مکہ میں اپنی قیام گاہ ہی میں کیوں نہ ہو۔ بعض حضرات نے

ایسی صورت میں ان خیموں میں قیام کو ترجیح دی ہے جو منیٰ سے ملحق مزدلفہ کی حدود میں لگے ہوئے ہیں۔

(۷) ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی فجر کی نماز سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد مردوں کے لیے بلند آواز سے اور عورتوں کے لیے آہستہ آواز سے ایک مرتبہ تکبیر تشریق ''اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ، لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ، وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ'' پڑھنا واجب ہے۔

(۸) جدید تحقیق اور مشاہدہ کے مطابق آج کل مکہ مکرمہ کی آبادی منیٰ اور مزدلفہ تک پہنچ گئی ہے؛ اس لیے ہندو پاک اور حرمین شریفین کے بہت سے معتبر علماء ومفتیان کی رائے یہ ہے کہ اب منیٰ ومزدلفہ کے مقامات مکہ معظّمہ کی آبادی سے متصل ہونے کی وجہ سے قصر واتمام کے معاملہ میں مکہ معظّمہ سے ملحق ہوگئے ہیں؛ لہٰذا منیٰ، مزدلفہ اور عرفات کا قیام مکہ سے الگ نہیں سمجھا جائے گا، جن حاجیوں کی مکہ معظّمہ آمد سے لے کر واپسی کی مدت ۱۵؍ دن یا اس سے زائد ہو رہی ہو وہ ان مقامات میں پوری نماز ادا کریں گے، اور جن کی مدتِ قیام ۱۵؍ دن سے کم ہو وہ قصر کریں گے۔ (۱)

---

(۱) یہ تمام مسائل ''کتاب المسائل'' (جلد سوم) اور ''کتاب النوازل'' (جلد ہفتم) سے ماخوذ ہیں۔

حج کا دوسرا دن:

۳- ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو سورج نکلنے کے بعد جب دھوپ ''جبل ثبیر'' (منیٰ کا ایک پہاڑ جو مسجد خیف کے سامنے ہے) پر پھیل جائے، تو منیٰ سے نشاط وخوش دلی کے ساتھ تلبیہ، ذکر، دعاء اور تلبیہ پڑھتے ہوئے ''عرفات'' کے لیے روانہ ہو جائیں، سورج ڈھل جائے تو مستحب یہ ہے کہ غسل کر لیں، ورنہ وضو ہی کافی ہے، بہتر یہ ہے کہ ظہر کی نماز ظہر کے وقت میں اور عصر کی نماز عصر کے وقت میں اپنے خیمہ ہی میں باجماعت ادا کر لیں۔ سورج ڈھلنے کے بعد میدان عرفات میں کسی بھی جگہ وقوف کر سکتے ہیں، آج کل حکومت نے عرفات کی حدود کی پہچان کے لیے بڑے بڑے پیلے بورڈ لگا رکھے ہیں، ان کا لحاظ رکھ کر ہی عرفات میں قیام کرنا چاہیے، اگر آسانی سے ہو سکے تو کچھ وقت کے لیے ''جبلِ رحمت'' کے دامن میں چلا جائے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں قیام فرمایا تھا، عرفات کے یہ چند گھنٹے سارے حج کا نچوڑ ہیں، ان کا ایک لمحہ بھی غفلت میں ضائع نہ ہونے دیں، افضل یہ ہے کہ قبلہ رخ کھڑے ہو کر وقوف کرے، تھک جائے تو کچھ دیر کے لیے بیٹھ کر پھر کھڑا ہو جائے، پورے خشوع، خضوع اور عاجزی کے

ساتھ اللہ کے ذکر، تلاوتِ قرآن، دورد شریف اور استغفار میں مشغول رہے۔ ملا علی قاری کی ’’الحزب الاعظم‘‘، حضرت تھانوی کی ’’مناجاتِ مقبول‘‘ اور دعاؤں کی دیگر کتابیں دیکھ کر حسب ذوق دعائیں پڑھتا رہے، وقفہ وقفہ کے بعد تلبیہ بھی پڑھتا رہے، دینی ودنیوی مقاصد، دنیا وآخرت کی ہر ضرورت ونعمت کی اپنے لیے، اپنے متعلقین واحباب اور پوری امت مسلمہ کے لیے خوب رو رو کر دعائیں مانگے، دعا کی قبولیت کا یہ بہت ہی قیمتی اور خاص موقع ہے۔

وقوفِ عرفہ کی دعائیں:

میدان عرفات میں وقوف کا وقت دعا کی قبولیت کا افضل ترین وقت ہے، اس موقع پر دعا کی طرح ہاتھ اٹھانا سنت ہے، تھک جائے تو کچھ دیر کے لیے ہاتھ چھوڑ کر پھر اٹھا لے۔ عرفات کی سب سے افضل دعا یہ ہے:

”لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَه، لَا شَرِيْكَ لَه، لَهُ الْـمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ“. (مسند احمد، حدیث: ٦٩٦١)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ:

’’جو مسلمان میدانِ عرفات میں قبلہ رو کھڑے ہو کر سو مرتبہ ’’لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ، لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ‘‘، سو مرتبہ ’’سورہ اخلاص‘‘ اور سو مرتبہ درود شریف (درود ابراہیمی) پڑھے، تو اللہ تعالی فرماتے ہیں: ’’اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کی جزاء کیا ہے؟ اس نے میری پاکی بیان کی، میری وحدانیت کا اعلان کیا، میری بڑائی اور عظمت کا اظہار کیا، مجھے پہچان کر میری حمد وثنا کی اور میرے پیغمبر پر درود بھیجا۔ فرشتو! گواہ رہنا اس بندے کی میں نے مغفرت کر دی اور اس کی ذات کے بارے میں اس کی سفارش مان لی، اگر میرا یہ بندہ سارے عرفات میں ٹھہرنے والوں کے لیے کوئی درخواست کرے گا تو ان کے بارے میں بھی میں اس کی سفارش قبول کروں گا۔‘‘

(شعب الایمان بیہقی، حدیث: ۴۰۷۴)

وقوفِ عرفہ کے ضروری مسائل:

(۱) ۹/ ذی الحجہ کو عرفات میں وقوف کرنا (ٹھہرنا) حج کا رکن اعظم ہے۔ وقوفِ عرفہ کا وقت نویں ذی الحجہ کے زوال سے دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق تک ہے، اس درمیان جو حاجی کچھ دیر کے لیے حدودِ عرفات سے گذر جائے، خواہ جاگتے ہوئے گذرے یا سوتے ہوئے، ہوش میں ہو یا بے ہوشی میں، سوارای پر ہو یا پیدل، وقوف کی نیت ہو یا نہ ہو، اس کا فرض ادا ہو جائے گا۔ البتہ دن کے ساتھ اگلی رات کا ایک حصہ ملانا اور غروبِ آفتاب تک عرفات میں قیام کرنا واجب ہے؛ لہٰذا نویں ذی الحجہ کو سورج غروب ہونے کے بعد ہی عرفات سے نکلے، اگر کسی نے صرف دن میں وقوف کیا اور رات کا کوئی حصہ اس کے ساتھ نہیں ملایا، یعنی سورج غروب ہونے سے پہلے ہی عرفات سے نکل آیا تو اس پر دم واجب ہے، اور اگر دسویں ذی الحجہ کی رات میں وقوف کیا اور نویں ذی الحجہ کے دن کا کوئی حصہ اس کے ساتھ نہیں ملایا تو اس صورت میں کچھ واجب نہیں۔ (تحفۃ الالمعی ۳/ ۲۸۳)

غروب سے کافی پہلے ہی معلم کے آدمی حاجیوں کو بسوں میں بٹھانا شروع کر دیتے ہیں، اگر بس میں بیٹھ بھی جائیں تو ذکر و دعا سے غافل نہ

ہوں، یہ بسیں غروب سے پہلے عرفات سے نہیں نکل سکتیں، اس لیے اپنی سیٹوں پر بیٹھے بیٹھے دعا، تلبیہ اور ذکر میں مشغول رہیں۔

(۲) عرفات کے میدان میں کسی بھی جگہ وقوف کیا جا سکتا ہے، کوئی جگہ کسی کے لیے خاص نہیں ہے۔ اگر آسانی سے ہو سکے تو ''جبل رحمت'' کے قریب ٹھہرنا افضل ہے۔

(۳) ایسی جگہ ٹھہرنا مکروہ ہے جس سے آنے جانے کا راستہ بند ہو جائے اور دوسرے لوگوں کے لیے دقت پیش آتی ہو۔

(۴) عرفات پہنچ کر وقت ضائع نہ کرے؛ بلکہ زوال تک دعا، درود شریف اور ذکر و تلبیہ میں مشغول رہے، اور اگر کھانے پینے یا آرام کی ضرورت ہو تو زوال سے پہلے پہلے اس سے فارغ ہو لے؛ تاکہ زوال کے بعد پوری توجہ کے ساتھ وقوف کیا سکے۔

(۵) سنت یہ ہے کہ جو حاجی لوگ میدانِ عرفات میں ''مسجد نمرہ'' میں امامِ حج کے ساتھ نماز پڑھیں، وہ ظہر اور عصر دونوں نمازیں ظہر کے وقت میں اکٹھی ادا کریں گے۔ اور جو خیموں میں ٹھہرنے والے حاجی سرکاری امام کے پیچھے نماز نہ پڑھ پائیں، وہ خیمہ میں رہتے ہوئے ظہر کی نماز ظہر کے وقت میں اور عصر کی نماز عصر کے وقت میں پڑھیں گے۔

نوٹ: ائمہ ثلاثہ اور حضرات صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد) کے نزدیک خیمہ میں مقیم حاجیوں کے لیے بھی مسنون یہی ہے کہ وہ ظہر وعصر دونوں نمازیں ظہر کے وقت میں جماعت کے ساتھ اکٹھی پڑھیں۔

(۶) معلوم ہوا ہے کہ آج کل امامِ عرفات نجد سے تشریف لاتے ہیں اور وہ مسافر رہتے ہیں اور عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں قصر پڑھاتے ہیں؛ لہٰذا جو حاجی آج کے دن مسافر ہیں وہ تو امام صاحب کے ساتھ ہی سلام پھیر دیں اور جو حاجی مقیم ہیں وہ دونوں نمازوں میں امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی دو رکعتیں پوری کر لیں۔

(۷) جو لوگ امام عرفات کے ساتھ ظہر وعصر اکٹھی پڑھ چکے ہیں وہ اب کوئی نماز نہ پڑھیں، اور خیموں میں رہنے والے حضرات ظہر سے عصر تک درمیان میں جتنی چاہیں نفل نمازیں (صلاۃ التسبیح وغیرہ) پڑھ سکتے ہیں۔

(۸) سورج غروب ہو جانے اور رات آجانے کے باوجود حاجی عرفات میں مغرب کی نماز ادا نہیں کریں گے؛ بلکہ مغرب کی نماز مزدلفہ پہنچ کر عشاء کے ساتھ ادا کی جائے گی۔ (۱)

---

(۱) ماخوذ از ”کتاب المسائل“ (جلد سوم)۔

عرفات سے مزدلفہ کے لیے روانگی:

۴- جب سورج غروب ہو جائے تو مغرب کی نماز پڑھے بغیر، تلبیہ پڑھتے اور اللہ کو یاد کرتے ہوئے، عرفات سے مزدلفہ کے لیے روانہ ہو جائیں، غروب کے بعد بلا عذر عرفات سے روانہ ہونے میں زیادہ تاخیر نہ کریں، ایسا کرنا خلافِ اولیٰ اور برا ہے؛ البتہ اگر عذر ہو تو کوئی حرج نہیں۔ تین میل کے قریب یہ مسافت پیدل بھی آسانی سے طے ہو سکتی ہے، ثواب کمائیے، گو سواری پر بھی کوئی حرج نہیں؛ لیکن اس کا خیال رکھیں کہ ان دنوں میں بھیڑ کی وجہ سے ٹریفک کا نظام بے کار ہو جاتا ہے اور بسا اوقات پوری رات بس میں بیٹھے گذر جاتی ہے، اس لیے جو لوگ ہمت رکھتے ہوں وہ پیدل کے راستے سے مزدلفہ جائیں تو وقت پر پہنچ جائیں گے۔

عرفات سے روانہ ہونے کے بعد سیدھے مزدلفہ جا کر ہی قیام کرنا چاہیئے، البتہ اگر تھکاوٹ کی وجہ سے کچھ دیر ستا لے تو اس میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن باقاعدہ قیام اور آرام نہیں کرنا چاہیئے۔

سعودی حکومت نے حدودِ مزدلفہ کی نشاندہی کے لیے نیلے رنگ کے بورڈ لگا دیئے ہیں جب تک وہ بورڈ نظر نہ جائیں آگے بڑھتے رہیں اور جب

مزدلفہ کی حدود میں آنے کا یقین ہوجائے جبھی قیام کریں۔ مزدلفہ کا رقبہ بہت وسیع ہے، اس کی حدود میں کہیں بھی قیام کیا جاسکتا ہے؛ لیکن بطورِ خاص اس کا اہتمام رکھیں کہ ہمارے قیام کی وجہ سے چلتا ہوا راستہ بند یا تنگ نہ ہو، اس لیے راستہ سے ہٹ کر قیام کرنا چاہئے۔

مزدلفہ پہنچ کر سب حاجیوں کے لیے (خواہ تنہا پڑھے یا امام الحج کے پیچھے) مغرب اور عشاء کی نماز مزدلفہ میں عشاء کے وقت میں اکٹھی پڑھنا واجب ہے، اگر جماعت سے پڑھیں تو دونوں نمازوں کے لیے ایک اذان اور ایک ہی تکبیر ہوگی، سنتیں وغیرہ دونوں فرضوں کے بعد پڑھی جائیں گی۔ اگر عشاء کے وقت سے پہلے مزدلفہ پہنچ جائیں تو عشاء کے وقت کا انتظار کرنا ضروری ہے۔ اگر کسی حاجی نے مزدلفہ کی حدود کے علاوہ کسی اور جگہ مغرب اور عشاء یا ان میں سے ایک نماز پڑھ لی تو مزدلفہ پہنچنے کے بعد صبح صادق سے پہلے پہلے انہیں دوبارہ پڑھنا پڑے گا؛ البتہ اگر صبح صادق تک مزدلفہ نہیں پہنچ سکا، یا پہنچ گیا؛ لیکن یہ نماز نہیں لوٹائی اور صبح صادق ہوگئی تو وہی نماز کافی ہوجائے گی، اب لوٹانا ضروری نہیں؛ لیکن گنہ گار ضرور ہوگا۔

اگر ٹریفک یا کسی اور عذر سے صبح صادق سے پہلے مزدلفہ پہنچنا دشوار ہوجائے، اور یہ خطرہ ہو کہ راستہ ہی میں صبح صادق ہوجائے گی، تو ایسی

صورت میں راستہ ہی میں مغرب وعشاء پڑھنا درست ہے۔

آج رات یہیں مزدلفہ میں گذارنا سنتِ مؤکدہ ہے، مزدلفہ کی یہ رات شبِ قدر سے بھی افضل شمار ہوتی ہے، اس رات میں تھکن کے باوجود عبادت کرنا بہت زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے، اسے محض سو کر ضائع نہ کریں۔ (۱)

حج کا تیسرا دن:

آج ذی الحجہ کی دسویں تاریخ ہے، آج آپ کو کئی کام کرنے ہیں: (۱) وقوفِ مزدلفہ (۲) جمرۂ عقبہ کی رمی (۳) قربانی (۴) احرام سے نکلنے کے لیے بال منڈوانا یا کٹانا (۵) طوافِ زیارت۔

وقوفِ مزدلفہ:

۵- وقوفِ مزدلفہ واجب ہے، اس کا وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے طلوعِ آفتاب سے کچھ پہلے تک ہے۔ ''وادیٔ محسر'' کے سوا پورے مزدلفہ میں کہیں بھی وقوف کیا جاسکتا ہے، اگر مشعرحرام (جبل قزح

---

(۱) ماخوذ از: ''حج وعمرہ''، ''کتاب المسائل'' (جلد سوم)۔

کے دامن) میں ہو جائے تو افضل ہے۔ سنت یہ ہے کہ صبح صادق کے فوراً بعد اندھیرے میں ہی فجر کی نماز ادا کر کے وقوف کریں، تلبیہ، تکبیر، توبہ و استغفار اور درود شریف کی کثرت کریں اور الحاح وزاری کے ساتھ خوب دعائیں مانگیں؛ تا آں کہ خوب روشنی پھیل جائے اور سورج نکلنے میں تھوڑی دیر رہ جائے۔

بہتر یہ ہے کہ نمازِ فجر کے لیے ''مسجد مشعر حرام'' کی اذان کا انتظار کیا جائے، اس کی آواز تقریباً پورے مزدلفہ تک پہنچتی ہے۔

مزدلفہ میں قبلہ کی تعیین کے لیے حکومت نے جگہ جگہ بورڈ لگا دیئے ہیں، انہیں دیکھ کر ہی نماز پڑھنی چاہیے۔

سنت یہ ہے کہ مزدلفہ میں جمرہ عقبہ (بڑے شیطان) کی رمی کے لیے بڑے چنے کے دانے یا کھجور کی گٹھلی کے برابر کنکریاں جمع کر لیں اور انھیں پانی سے دھو کر پاک کر لیں، ناپاک کنکریوں سے رمی کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر غیر معذور مرد وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دے تو اس پر دم واجب ہوگا، البتہ عورتیں، بچے اور بہت بوڑھے، ضعیف اور بیمار مرد چھوڑ دیں اور سیدھے منیٰ چلیں جائیں تو جائز ہے، ان پر کوئی دم واجب نہیں ہوگا۔

تنبیہ: بسا اوقات پیدل یا سواریوں سے آنے والے بہت سے

حاجی بھیڑ کی وجہ سے مزدلفہ میں داخل نہیں ہو پاتے، انھیں راستہ ہی میں اتنی دیر لگ جاتی ہے کہ دسویں ذی الحجہ کا سورج طلوع ہو جاتا ہے، ان میں عورتوں اور بوڑھے، کمزور یا بیمار مردوں پر تو دم لازم نہیں ہوگا؛ کیوں کہ وہ معذور ہیں، البتہ ان میں جو مرد صحت مند اور طاقت ور ہیں ان پر وقوفِ مزدلفہ چھوٹ جانے کی وجہ سے دم لازم ہوگا، تاہم اگر کوشش کے باوجود وقوفِ مزدلفہ چھوٹا ہے، تو امید ہے کہ وہ گنہ گار نہیں ہوں گے۔ (۱)

جمرۂ عقبہ کی رمی:

۶- ۱۰/ ذی الحجہ کو وقوفِ مزدلفہ سے فارغ ہونے کے بعد، جب سورج نکلنے کے قریب ہو جائے تو تلبیہ پڑھتے ہوئے مزدلفہ سے منیٰ کے لیے روانہ ہو جائیں۔ مزدلفہ سے منیٰ کے لیے بسوں کے بجائے پیدل آنے میں زیادہ سہولت ہے، اس سے آپ کا کافی وقت بچ جائے گا۔

منیٰ پہنچ کر آپ کا پہلا کام جمرۂ عقبہ (بڑے اور آخری جمرہ) کی رمی ہے جو کہ واجب ہے۔ منیٰ میں تین جگہ ستون بنے ہوئے ہیں جنہیں ''جمرات'' کہتے ہیں، ان پر کنکریاں مارنے کو رمی کہتے ہیں۔ یہ عمل حضرت

---

(۱) ماخوذ از: ''حج وعمرہ'' و''کتاب المسائل'' (جلد سوم)۔

ابراہیم علیہ السلام کے اس مقبول عمل کی یادگار ہے جو بیٹے (حضرت اسماعیل علیہ السلام) کو ذبح کرنے کے لیے جاتے وقت، شیطان نے تین مقامات پر انہیں روکنے کی کوشش کی تھی اور آپ نے کنکر مار کر اسے دفع کیا تھا۔

پہلا جمرہ ’’مسجد خیف‘‘ کے قریب ہے، اسے ’’جمرۂ اولیٰ‘‘ کہتے ہیں، اس سے آگے مکہ معظّمہ کی طرف کچھ فاصلے پر دوسرا جمرہ ہے، اسے ’’جمرۂ وسطیٰ‘‘ کہتے ہیں، اور اسی جانب منیٰ کے بالکل آخر میں تیسرا جمرہ ہے اسے ’’جمرۂ عقبہ‘‘ کہتے ہیں۔ آج دسویں تاریخ کو صرف اسی آخری جمرہ کی رمی کرنی ہے۔

پہلے زمانہ میں جمرات کی جگہ بہت محدود اور مختصر تھی، جس کی بناء پر مناسک حج کا سب سے مشکل ترین مرحلہ رمیٔ جمرات کا ہوا کرتا تھا؛ لیکن اب سعودی حکومت نے جمرات کی علامتوں کو اپنی جگہ برقرار رکھتے ہوئے پانچ منزلہ عظیم الشان عمارت بنادی ہے، ہر منزل پر جانے اور آنے کے راستے الگ الگ ہیں، کنکری مارنے کی جگہ کافی کشادہ کردی گئی ہے اور فن تعمیر کی کاریگری سے ایسا نظام بنایا گیا ہے کہ آپ کسی بھی طرح کنکری پھینکیں، وہ نیچے مخصوص دائرہ میں ہی جا کر گرتی ہے۔ اب یہ مرحلہ بفضلہٖ تعالیٰ بہت آسان ہوگیا ہے۔

رمی کا طریقہ اور وقت:

آج کی رمی کا مسنون وقت طلوعِ آفتاب سے زوال تک ہے، زوال سے غروب تک رمی کرنا جائز ہے (یعنی اس میں نہ فضیلت ہے نہ کراہت) اور دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے طلوع آفتاب تک اور غروب سے گیارہویں ذی الحجہ کی صبح صادق تک مکروہ وقت ہے؛ مگر کمزور، بیمار اور عورتوں کے لیے غروب کے بعد بھی رمی کرنے کی گنجائش ہے ان کے لیے یہ مکروہ نہیں ہے۔

رمی کا طریقہ یہ ہے کہ سات کنکریاں بائیں ہاتھ میں مضبوط پکڑ لیں، ستون سے دو ڈھائی گز کے فاصلہ پر اس طرح کھڑے ہوں کہ منیٰ کی وادی آپ کے دائیں اور مکہ مکرمہ بائیں جانب ہو اور جمرہ سامنے ہو، پھر دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور ساتھ والی شہادت کی انگلی سے پکڑ کر ایک ایک کر کے سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری کے ساتھ "**بِسْمِ اللّٰهِ وَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، رَغْمًا لِلشَّيْطَانِ وَ رِضًى لِلرَّحْمٰنِ**" یا صرف "**بِسْمِ اللّٰهِ وَ أَللّٰهُ أَكْبَرُ**" کہیں۔

رمی کے ضروری مسائل:

(۱) جمرہ کے متعین مقام سے تین ہاتھ کے اندر اندر کنکری مارنا ضروری ہے، اگر تین ہاتھ سے دور کنکری گری تو اس کا اعتبار نہ ہوگا، آج کل جمرہ کے اردگرد بڑے حوض کی معروضی شکل بنادی گئی ہے، اسی حوض کے اندر کنکری گرنی چاہئے، اگر اس سے باہر کنکری گری تو معتبر نہ ہوگی۔ جمرہ کی دیوار پر کنکری مارنا یا لگنا ضروری نہیں؛ بلکہ اس کے اردگرد پڑنا کافی ہے۔

(۲) کنکری زمین کی جنس سے ہو؛ لہٰذا لکڑی، لوہے، تانبے وغیرہ سے رمی معتبر نہ ہوگی؛ البتہ پتھر، چونا، پہاڑی نمک اور پتھر کے سرمہ کی ڈلی سے رمی معتبر ہے۔

(۳) جمرات کے پاس پڑی ہوئی کنکریاں استعمال نہ کریں، کسی اور جگہ سے لے لیں۔

(۴) رمی کے لیے بڑے چنے کے دانے یا کھجور کی گٹھلی کے برابر کنکریاں لے لیں، اور انھیں پانی سے دھو کر پاک کرلیں، ناپاک کنکریوں سے رمی کرنا مکروہ ہے۔ اس سے چھوٹی کنکری سے رمی اگرچہ معتبر ہے؛ مگر ناپسندیدہ ہے۔ اور بڑے پتھر سے رمی کرنا مکروہ ہے۔

(۵) جمرہ پر سات کنکری مارے، اگر ایک جمرہ پر ۴ر سے زائد؛ مگر سات سے کم کنکری ماری، تو ہر کنکری کے عوض ایک آدمی کے صدقۂ فطر کے برابر غلہ یا اس کی قیمت جنایت میں دینا لازم ہوگا۔

(۶) معذور مرد اور عورتوں کے علاوہ کسی اور کے لیے دسویں ذی الحجہ کا سورج غروب ہونے کے بعد جمرۂ عقبہ کی رمی کرنا مکروہ ہے، پھر بھی اگر کسی نے گیارہویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے پہلے رات کو رمی کر لی تو واجب ادا ہو جائے گا۔

(۷) ہر کسی کو خود رمی کرنی چاہیے، بلا عذرِ شرعی دوسرے سے رمی کرانا جائز نہیں۔ البتہ جو شخص اتنا بیمار یا کمزور ہو کہ کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے، یا جمرات تک سواری میں جانے سے تکلیف ہوتی ہے، یا پیدل نہیں چل سکتا اور سواری (مثلاً وہیل چیئر وغیرہ) کا بھی کوئی انتظام نہیں ہے، تو ایسا شخص دوسرے کو نائب بنا کر رمی کروا سکتا ہے۔ نائب کو چاہیے کہ پہلے اپنی رمی مکمل کرے، پھر دوسرے کی طرف سے کرے۔

(۸) جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد وہاں دعا کے لیے ٹھہرنا سنت نہیں ہے: البتہ واپس ہوتے وقت چلتے چلتے دعا کر سکتے ہیں۔

(۹) جمرۂ عقبہ کی رمی شروع کرتے ہی "تلبیہ" بند کر دیں، اب اس

کے بعد تلبیہ نہیں پڑھا جائے گا۔

(۱۰) اگر کوئی شخص جمرۂ عقبہ کی رمی اس کے وقت (دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے گیارھویں ذی الحجہ کی صبح صادق) کے اندر نہیں کر سکا، تو اس پر اس رمی کی قضا اور ایک دمِ جنایت واجب ہوگا۔ (۱)

قربانی:

۷۔ جمرۂ عقبہ کی رمی سے فارغ ہونے کے بعد، اگر آپ ’’حج قران‘‘ یا ’’حج تمتع‘‘ کر رہے ہیں، تو آپ پر شکر کے طور پر قربانی واجب ہے کہ اللہ تعالی نے ایک ہی سفر میں عمرہ اور حج دو عبادتوں کی سعادت سے نوازا۔ اور اگر آپ ’’حج افراد‘‘ کر رہے ہیں (یعنی آپ نے صرف حج کا احرام باندھا ہے، حج سے پہلے اُس سفر میں عمرہ نہیں کیا)، تو آپ پر قربانی واجب نہیں؛ بلکہ مستحب ہے۔

قربانی کے ضروری مسائل:

(۱) حج کی قربانی (خواہ دم شکر ہو یا دم جنایت) حدودِ حرم میں ذبح

---

(۱) یہ تمام مسائل ’’حج وعمرہ‘‘ اور ’’کتاب المسائل‘‘ (جلد سوم) سے ماخوذ ہیں۔

کرنا ضروری ہے، حدودِ حرم کے باہر ذبح کرنے سے واجب ادا نہیں ہوگا۔

(۲) جو قربانی عیدالاضحیٰ میں صاحب نصاب (مال دار) ہونے کی وجہ سے واجب ہوتی ہے، اس کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر حاجی دسویں ذی الحجہ کو مسافر ہے، یعنی اس کی مکہ معظّمہ میں بشمول منیٰ ومزدلفہ پندرہ دن قیام کی نیت نہیں ہے، تو اس پر مالی قربانی واجب نہیں، اور اگر مقیم ہے یعنی اس کی وہاں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہے اور وہ صاحب استطاعت ہے تو اس پر مالی قربانی بھی واجب ہے۔ (کتاب المسائل ۳/ ۳۳۱)

نوٹ: مالی قربانی حدود حرم میں کرنا ضروری نہیں؛ بلکہ اسے حدود حرم میں بھی کرسکتا ہے اور اپنے وطن میں بھی کرا سکتا ہے۔

(۳) مالی قربانی کی طرح، حج کی واجب قربانی کا وقت ۱۰-۱۱-۱۲/ ذی الحجہ تک محدود ہے، لہٰذا اگر حج قران یا حج تمتع کرنے والے نے ان ایام سے پہلے قربانی کی تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا، دوبارہ قربانی کرنا ضروری ہے، اور اگر ان ایام کے گذر جانے کے بعد قربانی کی، تو ترکِ واجب کی وجہ سے دم جنایت واجب ہوگا۔

(۴) حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مفتی بہ قول کے مطابق حج قران اور حج تمتع کرنے والوں کے لیے جمرۂ عقبہ کی رمی، قربانی اور بال منڈوانے یا

کٹانے کے درمیان ترتیب واجب ہے کہ دسویں ذی الحجہ کو پہلے جمرۂ عقبہ کی رمی کرے، پھر قربانی کرے، پھر سر منڈوائے یا بال چھوٹے کرائے، اگر غلط فہمی یا بے خیالی میں اس ترتیب کے خلاف کردیا تو دم واجب ہوجائے گا۔ جب کہ صاحبین (امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یہ ترتیب سنت ہے، واجب نہیں، ان کے نزدیک اس کے خلاف کرنے کی صورت میں کوئی دم واجب نہیں ہوگا۔ اس لیے پوری کوشش کرنی چاہئے کہ مذکورہ ترتیب برقرار رہے۔

(۵) آج کل سعودی حکومت نے قربانی کے انتظام اور اس کے گوشت کو بحفاظت مستحقین تک پہنچانے کے لیے باقاعدہ ایک ادارہ بنایا ہے، اور نظام یہ ہے کہ قربانی کے ٹوکن بنکوں کے ذریعہ سے فروخت کیے جاتے ہیں؛ لیکن چوں کہ وہاں قربانی کرانے کی صورت میں مذکورہ ترتیب کا خیال رکھنا قطعاً ناممکن ہے، نیز مذکورہ ادارہ ایام تشریق کے بعد تک قربانی کا سلسلہ جاری رکھتا ہے جب کہ حنفیہ کے نزدیک قربانی کے ایام ہی میں قربانی کرنا ضروری ہے، اس لیے حنفی حاجیوں کو چاہئے کہ وہ بنک سے قربانی کے ٹوکن خریدنے کے بجائے یا تو خود قربان گاہ جاکر اپنی قربانی کریں جس کا انتظام محلّہ ”الشرائع“ کے عظیم ”سوق المواشی“ اور مکہ معظّمہ

کے محلّہ ’’کعکیہ‘‘ کے سلاٹر ہاؤس میں کیا گیا ہے، اور ٹیکسی کے ذریعہ وہاں پہنچا جاسکتا ہے۔ اور اگر خود وہاں نہ جاسکتے ہوں تو اپنے معتبر دوستوں اور جانکاروں کے ذریعہ قربانی کرائیں، بنک کے ٹوکن پر اعتماد نہ کریں، احتیاط کا تقاضا یہی ہے۔

(۶) اگر حج قران یا حج تمتع کرنے والا شخص غربت کی وجہ سے قربانی کرنے پر قادر نہ ہو، تو اس پر دسویں ذی الحجہ سے قبل تین روزے اور ایام تشریق گذرنے کے بعد (یعنی تیرہویں ذی الحجہ کے بعد) سات روزے رکھنے لازم ہوں گے۔

اگر ایسا شخص دسویں ذی الحجہ سے پہلے تین روزے نہیں رکھ سکا تو اب حتمی طور پر اس پر حج کی قربانی واجب ہوگی، روزہ رکھنے سے قربانی کی تلافی نہ ہوسکے گی۔ اور یہ قربانی ایام قربانی ہی میں کرنا ضروری ہے، اگر اس سے تاخیر ہوئی تو دم واجب ہوجائے گا۔ (۱)

حلق وقصر:

۸- قربانی سے فارغ ہونے کے بعد سر منڈوائیں یا انگلی کے

---

(۱) ماخوذ از: ’’حج وعمرہ‘‘ ’’کتاب المسائل‘‘ (جلد سوم)۔

پوروے کے بقدر بال کٹالیں، عورت کے لیے سر منڈوانا حرام ہے، وہ چوٹی کے نیچے سے بس انگلی کے پوروے کے برابر بال کاٹ لے۔ اب آپ کا احرام کھل گیا اور احرام کی سب پابندیاں ختم ہوگئیں، اب نہانے دھونے، سلے ہوئے کپڑے پہننے، خوشبو لگانے کی اجازت ہے، البتہ بیوی سے مباشرت اور بوس وکنار کی پابندی ابھی باقی ہے، یہ پابندی طوافِ زیارت کا اکثر حصہ ادا کرنے کے بعد ختم ہوگی۔

حج کا احرام کھولنے کے لیے بال کٹانے کا وقت دسویں ذی الحجہ کو جمرۂ عقبہ کی رمی اور قربانی سے فارغ ہونے کے بعد سے بارھویں ذی الحجہ کے غروب تک ہے، اگر بارھویں ذی الحجہ کا سورج غروب ہونے کے بعد بال کٹوائے تو اگرچہ اس سے احرام کھل جائے گا؛ مگر دم واجب ہوگا۔

احرام سے نکلنے کے لیے سر منڈانے اور بال کٹانے کے ضروری احکام پیچھے (عمرہ کے بیان میں) ذکر کیے جاچکے ہیں۔ دیکھئے: (ص:۲۵)

طوافِ زیارت:

۹- سر منڈانے یا بال کٹانے کے بعد احرام کی چادریں اتار کر پاک صاف کپڑے پہن لیں، پھر مکہ معظّمہ آکر، طوافِ زیارت کریں۔ طوافِ

زیارت حج کا دوسرا بڑا رکن ہے، اس کے بغیر حج مکمل نہیں ہوسکتا۔ افضل یہی ہے کہ طوافِ زیارت احرام کھول کر سلے ہوئے کپڑے پہننے کے بعد کیا جائے۔

یاد رہے کہ ہر طواف کے صحیح ہونے کے لیے اتنی نیت کرنا ضروری ہے کہ ”میں طواف کر رہا ہوں“، طواف کی نوعیت کی وضاحت شرط نہیں۔

طواف زیارت خود کرنا ضروری ہے، کسی دوسرے سے نہیں کرا سکتے، چاہے پیدل کرے یا عذر کی وجہ سے سواری پر کرے، بہرصورت اس فرض کو خود ہی ادا کرنا ہوگا۔

طوافِ زیارت کا واجب وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے بارہویں ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب تک ہے، افضل یہ ہے کہ یہ طواف دسویں ذی الحجہ کو کیا جائے۔

اگر بلا کسی عذر بارہویں ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب کے بعد طواف زیارت کیا، تو فرض ادا ہوجائے گا؛ مگر ترکِ واجب کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔

اور اگر کسی عذرِ شرعی کی وجہ سے ایسا ہوا ہے؛ مثلاً عورت حیض یا نفاس میں تھی اور بارہویں ذی الحجہ تک پاک نہیں ہوئی جس کی وجہ سے اس نے

بارہویں ذی الحجہ کے بعد طوافِ زیارت کیا، تو اس تاخیر کی وجہ سے اس پر کوئی دم واجب نہیں ہوگا۔

یہ طواف کسی حال میں بھی ساقط نہیں ہوتا، اور نہ ہی اس کا کوئی بدل اور کفارہ ہے؛ بلکہ آخر عمر تک اس کو ادا کرنا ہی ضروری ہے، اس کی ادائیگی کے بغیر بیوی حلال نہیں ہوگی۔

اگر کوئی عورت حیض یا نفاس کی وجہ سے طوافِ زیارت نہیں کر سکی اور حج کے فوراً بعد قافلہ کے ساتھ اس کی وطن واپسی کی تاریخ مقرر ہے، اور مزید رکنے کی کوئی شکل نہیں ہے، تو اگر وہ اسی حالت میں پیمپر باندھ کر طوافِ زیارت کر لے، تو اس کا طواف کا فرض ادا ہو جائے گا، اور اس کے لیے ازدواجی تعلق حلال ہو جائے گا؛ لیکن ناپاکی کی حالت میں طواف کرنے کی وجہ سے اس پر اونٹ یا گائے کی قربانی حدودِ حرم میں کرنی لازم ہوگی (تاہم اگر وہ قربانی کرنے سے پہلے کبھی بھی اس طواف کو دھرا لے گی تو اس سے قربانی ساقط ہو جائے گی)۔

اگر طوافِ زیارت کا اکثر حصہ بے وضو کیا تو ایک بکری کی قربانی لازم ہے، پھر اگر باوضو ہو کر اُس طواف کو لوٹا لے تو دم ساقط ہو جائے گا؛ لیکن بہتر ہے کہ ہر چکر کے بدلہ ایک صدقۂ فطر دے۔

اگر بلا عذر طوافِ زیارت سوار ہوکر یا اتنا بدن کھول کر کیا جس میں نماز نہیں ہوتی، یا الٹی جانب سے کیا تو ایک دم دینا لازم ہوگا۔

سنت یہ ہے کہ دسویں ذی الحجہ کو بالترتیب جمرۂ عقبہ کی رمی، قربانی اور بال کٹانے سے فارغ ہونے کے بعد طوافِ زیارت کیا جائے؛ لیکن اگر مذکورہ سب مناسک یا ان میں سے بعض سے پہلے طوافِ زیارت کرلیا، تو کوئی جزاء لازم نہیں ہوگی۔ (۱)

حج کی سعی:

۱۰- طوافِ زیارت سے فارغ ہونے کے بعد مقام ابراہیم پر یا مسجد حرام میں جہاں بھی سہولت سے ہو سکے، طواف کی دو رکعت پڑھے، پھر صفا و مروہ کی سعی کرے۔ طواف اور صفا و مروہ کی سعی کا طریقہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ دیکھئے: (ص:۱۵-۲۳)

اگر کسی نے طوافِ قدوم کے ساتھ یا حج کا احرام باندھنے کے بعد کسی نفل طواف کے بعد حج کی سعی کرلی ہے، تو اب دوبارہ سعی کرنے کی ضرورت نہیں، ایسا شخص طواف زیارت میں اضطباع اور رمل نہیں کرے گا

---

(۱) ماخوذ از: ''کتاب المسائل'' (جلد سوم)۔

(کیوں کہ رمل واضطباع صرف اسی طواف میں ہوتے ہیں جس کے بعد سعی کرنی ہو)۔

اور جس نے ابھی تک یہ سعی نہیں کی، اس کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر اس نے احرام کھول کر سلے ہوئے کپڑے نہیں پہنے؛ بلکہ بحالتِ احرام طواف زیارت کر رہا ہے، تو وہ طوافِ زیارت میں اضطباع اور رمل کرے گا، اور اگر احرام کھول کر سلے ہوئے کپڑے پہن چکا ہے، تو طوافِ زیارت میں اضطباع نہیں کرے گا؛ بلکہ صرف رمل کرے گا۔

اضطباع کا طریقہ یہ ہے کہ احرام کی چادر دائیں بازو کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لے (ایسا کرنا صرف مردوں کے لیے سنت ہے، عورتیں ایسا نہیں کریں گی)۔

رمل کا طریقہ یہ ہے کہ طواف کے شروع کے تین چکروں میں قدموں کو قریب قریب رکھتے ہوئے پہلوانوں کی طرح کندھے ہلا کر قدرے تیزی کے ساتھ چلیں۔ باقی چکروں میں معمولی رفتار سے چلیں گے۔

حج کا چوتھا دن:

۱۱- طوافِ زیارت اور سعی سے فارغ ہو کر پھر منیٰ میں واپس چلے

جائیں، منیٰ پہنچ کر دو یا تین دن تینوں جمرات کی رمی کرنا ہے، ان دنوں کی راتیں بھی منیٰ میں گذرانا سنتِ مؤکدہ ہے اور بعض کے نزدیک واجب ہے، یہ راتیں منیٰ سے باہر گذارنا منع ہے۔

۱۲/۱۱ ذی الحجہ کی رمی کا مسنون وقت زوال سے شروع ہوکر غروبِ آفتاب تک ہے، زوال سے پہلے رمی کرنا جائز نہیں، دوسروں کی دیکھا دیکھی زوال سے پہلے رمی کرکے اپنا حج خراب نہ کریں اور ہرگز کسی کے بہکاوے میں نہ آئیں؛ اور غروب سے صبح صادق تک رمی کرنا مکروہ ہے؛ مگر عورتوں اور معذور و کمزور مردوں کے لیے مکروہ نہیں۔

آج گیارہویں ذی الحجہ ہے، آج آپ تینوں جمرات کی رمی کریں گے، پہلے جمرہ اولیٰ پر جو کہ ''مسجد خیف'' کے قریب ہے سات کنکریاں مذکورہ طریقہ کے مطابق ماریں، اور مجمع سے ذرا ہٹ کر قبلہ رو ہوکر دعا مانگیں، اس کے بعد جمرۂ وسطیٰ (درمیانی جمرہ) پر آئیں، اور مذکورہ طریقہ کے مطابق سات کنکریاں ماریں، پھر جمرہ سے الگ ہوکر قبلہ رو کھڑے ہوکر دعا مانگیں، اس کے بعد آخری جمرہ پر اسی طریقہ سے سات کنکریاں ماریں؛ مگر وہاں دعا کے لیے نہ ٹھہریں کہ یہ سنت سے ثابت نہیں۔

آج کا ضروری کام یہی تھا، باقی اوقات اللہ کے ذکر، تلاوتِ قرآن

اور دعا وغیرہ میں لگائیں، غفلت، لایعنی باتوں اور فضول کاموں میں اپنا وقت ضائع نہ کریں۔

حج کا پانچواں دن:

۱۲- آج بارہویں ذی الحجہ ہے، آج کا بھی اصل کام تینوں جمرات کی مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق رمی کرنا ہے، زوال کے بعد رمی کریں، اور اگر آپ کسی وجہ سے ابھی تک قربانی یا طوافِ زیارت نہیں کر پائے تھے، تو آج سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے ضرور کرلیں۔

تیرہویں ذی الحجہ کی رمی کے بارے میں آپ کو اختیار رہے، چاہیں تو منیٰ میں ٹھہر جائیں، افضل یہی ہے کہ ۱۳ ذی الحجہ تک منیٰ میں قیام کر کے ہر دن رمی کی جائے۔ جانا چاہیں تو بارہویں ذی الحجہ کے غروب سے پہلے منیٰ سے نکل جائیں، غروب کے بعد منیٰ سے نکلنا مکروہ ہے، اور اگر تیرہویں ذی الحجہ کی صبح صادق تک آپ منیٰ ہی میں رہے، تو آج کی رمی بھی آپ کے ذمہ واجب ہو جائے گی، بغیر رمی کیے چلے گئے تو دم دینا ہوگا؛ البتہ تیرہویں ذی الحجہ کی رمی زوال سے پہلے کرنا بھی جائز ہے؛ مگر ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے، مسنون یہی ہے کہ تیرہویں ذی الحجہ کو بھی زوال کے

بعد غروب سے پہلے پہلے رمی کی جائے۔

ایام تشریق کی رمی کے مسائل:

(١) تینوں جمرات کی رمی پے در پے بلا فصل کرنا مسنون ہے؛ لہٰذا بلا عذر ان میں فصل نہیں کرنا چاہیے؛ لیکن اگر کوئی شخص کمزوری کی وجہ سے ایک جمرہ کی رمی کے بعد کچھ سستا لے، پھر دوسرے جمرہ کی رمی کرے تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔

(٢) رمی کے معتبر ہونے کے لیے وضو اور طہارت شرط نہیں، البتہ افضل یہی ہے کہ باوضو رمی کرے۔

(٣) اگر کوئی شخص اپنے وقت پر رمی نہ کر سکے، یا وقت سے پہلے رمی کر لے، تو وقت کے اندر اندر دوبارہ رمی کرے، اور اگر وقت میں دوبارہ نہ کر سکا تو تیرہویں ذی الحجہ کے غروب سے پہلے پہلے کر لے اور ساتھ میں وقت سے مؤخر کرنے پر دم بھی دے، اور اگر تیرہویں تاریخ کے غروب سے پہلے چھوٹی ہوئی رمی کی قضا نہیں کی تو اب رمی کا وقت ختم ہو چکا؛ لہٰذا اب صرف دم دینا ہوگا۔

(٤) اگر کسی شخص نے جمرۂ اولیٰ کے بجائے جمرۂ عقبہ سے رمی شروع

کر کے جمرۂ اولیٰ پر پوری کی تو اس کے لیے مسنون یہ ہے کہ وقت کے اندر اندر جمرۂ وسطیٰ اور جمرۂ عقبہ کی دوبارہ رمی کرے۔

اور اگر کسی ایک دن یا ایامِ تشریق کے ہر دن جمرۂ اولیٰ کی رمی چھوڑ دی اور باقی جمرات کی رمی کر لی، تو ایسی صورت میں مسنون یہ ہے کہ جب جمرۂ اولیٰ کی رمی کرے تو ساتھ میں جمرۂ وسطیٰ اور جمرۂ عقبہ کی دوبارہ رمی کرے؛ تاہم اگر صرف جمرۂ اولی کی ہی رمی کی تو بھی جائز ہے؛ مگر ترکِ سنت کا گنہ گار ہوگا، اور بہر صورت تاخیر کی وجہ سے ہر متروکہ جمرۂ اولیٰ کی رمی کے بدلہ سات صدقات بطور جنایت لازم ہوں گے۔ (۱)

منیٰ سے واپسی:

۱۳- منیٰ سے فارغ ہو کر آپ مکہ معظّمہ واپس آجائیں اور اللہ تعالی کا شکر ادا کریں کہ حج بخیر و خوبی مکمل ہو گیا، اب صرف طوافِ وداع باقی ہے جو میقات سے باہر رہنے والے حاجیوں کو مکہ مکرمہ سے رخصت ہوتے وقت کرنا ہے، جب تک آپ مکہ مکرمہ میں رہیں، حرم پاک کی نمازیں، طواف، بیت اللہ کو بقصدِ تعظیم دیکھنا، ذکر اور تلاوتِ قرآن وغیرہ اعمال کو غنیمت

---

(۱) ماخوذ از: ''کتاب المسائل'' (جلد سوم)۔

جائیں، نہ معلوم پھر نصیب ہو یا نہ ہو؟ چھوٹے بڑے ہر طرح کے گناہ سے بچنے کا پورا خیال رکھیں؛ کیوں کہ جس طرح حرم پاک کی نیکی کا ثواب لاکھ گنا زائد ہے ایسے ہی یہاں گناہ کرنے کا وبال بھی زیادہ ہے۔

طوافِ وداع:

مکہ مکرمہ سے رخصت ہوتے وقت ایک الوداعی طواف کیا جاتا ہے، میقات سے باہر والوں پر یہ طواف واجب ہے، خواہ اس نے تینوں قسموں میں سے کوئی سا بھی حج کیا ہو۔ طوافِ وداع میں صرف مطلق طواف کی نیت کافی ہے، طواف وداع کی متعین نیت ضروری نہیں (۱)؛ لہٰذا طوافِ زیارت کے بعد اگر کسی نے کوئی نفلی طواف کرلیا ہے تو وہ طوافِ وداع شمار ہوسکتا ہے؛ مگر افضل اور مستحب یہ ہے کہ مکہ مکرمہ سے جاتے وقت رخصت ہی کی نیت سے یہ آخری طواف کیا جائے۔ اس طواف میں حزن وملال کی کیفیت زیادہ سے زیادہ اپنے دل میں پیدا کی جائے، اللہ تعالیٰ نصیب فرمائیں تو روتے ہوئے دل اور بہتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ طواف کیا جائے، طواف سے

---

(۱) اسی طرح طوافِ قدوم اور طوافِ زیارت کے لیے بھی خاص نیت کرنا شرط نہیں کہ فلاں طواف کرتا ہوں؛ بلکہ مطلق طواف کی نیت کافی ہے۔ (معلم الحجاج ص: ۱۷۸)

فارغ ہو کر مقام ابراہیم پر اِس تصور کے ساتھ دو رکعت پڑھیں اور دعا مانگیں کہ اِس مقدس مقام پر سجدہ کرنے اور اللہ تعالی کے حضور ہاتھ پھیلانے کی سعادت نہ معلوم پھر کب نصیب ہو؟ پھر ''زمزم'' پر جا کر تین سانس میں خوب سیر ہو کر زمزم پئیں اور دعا مانگیں، پھر ''ملتزم'' پر آئیں اور آج رخصت ہی کی نیت سے اس سے لپٹ کر خوب روئیں اور پوری الحاح وزاری کے ساتھ دعا مانگیں، اس موقع پر خوب رو رو کر یہ دعا بھی مانگیں:

''اے اللہ! میری یہ حاضری آخری حاضری نہ ہو، اس کے
بعد مجھے بار بار اس گھر کی حاضری کی توفیق عطا فرما۔''

''ملتزم'' سے ہٹ کر ''حجر اسود'' پر آئیں اور آخری دفعہ وداع کی نیت سے اس کو بوسہ دیں، یہاں اگر آپ کی آنکھیں چند قطرے آنسوؤں کے گرادیں تو بڑی مبارک ہیں۔ پھر حسرت سے بیت اللہ شریف کو دیکھتے ہوئے، روتے ہوئے، دل وزبان سے رب کعبہ کو یاد کرتے ہوئے، یہاں کے آداب وحقوق میں جو کوتاہیاں ہوئیں، ان کی معافی مانگتے ہوئے بایاں پاؤں باہر رکھ کر درود شریف اور دعا پڑھیں:

'' اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَ افْتَحْ لِیْ أَبْوَابَ فَضْلِکَ ''

لیجئے! خدا کے فضل وکرم سے آپ کا حج مکمل ہوگیا۔

طوافِ وداع کے مسائل:

(۱) مستحب یہ ہے کہ یہ طواف تمام کاموں کے بالکل آخر میں ہو، اور اس کے بعد سفر شروع کردے، اگر اس کے بعد کچھ قیام ہوگیا تو دوبارہ طوافِ وداع کرنا مستحب ہے۔

(۲) اس دوران اگر عورت کو حیض یا نفاس شروع ہوجائے تو یہ طواف اس کے ذمہ واجب نہیں رہتا، اسے چاہیئے کہ مسجد میں داخل نہ ہو، باہر دروازہ کے پاس کھڑی ہوکر دعا مانگے اور رخصت ہوجائے۔

(۳) مکہ مکرمہ کی آبادی سے نکلنے سے پہلے اگر عورت پاک ہوجائے تو یہ طواف کرنا واجب ہوگا۔

(۴) اگر کوئی شخص طواف زیارت کے معاً بعد، حج کی سعی کرنے سے پہلے، طواف وداع کرلے اور پھر آکر سعی کرلے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔

(۵) اگر طوافِ وداع کا اکثر حصہ بحالتِ جنابت کیا تو ایک بکری کی قربانی واجب ہے، اور پاک ہوکر اس کو لوٹانا ضروری ہے، اگر لوٹالے گا تو قربانی ساقط ہوجائے گی۔

(۶) اگر طوافِ وداع بے وضو کیا، یا اس کے چار چکروں سے کم بے

وضو کیے تو ہر چکر کے بدلہ ایک صدقۂ فطر لازم ہے۔ اور اس کو باوضو لوٹانا مستحب ہے، اگر لوٹا لیا تو کفارہ ساقط ہوجائے گا۔

(۷) اگر کوئی حاجی طوافِ وداع کیے بغیر مکہ معظّمہ کی حدود سے باہر آ گیا تو جب تک وہ میقات کی حد سے باہر نہ نکلے اُس پر واجب ہے کہ آ کر طواف وداع کرے، اور اگر میقات کی حدود سے باہر نکل گیا (مثلاً مدینہ منورہ چلا گیا) تو اب اسے اختیار ہے: چاہے تو ترکِ واجب کی وجہ سے حدودِ حرم میں دمِ جنایت قربان کرے، یا عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ معظّمہ واپس چلا جائے، اولاً عمرہ کے ارکان ادا کرے، پھر طواف وداع کرے، اس صورت میں اس پر تاخیر کی وجہ سے کوئی دم واجب نہیں ہوگا؛ مگر گنہ گار ہوگا؛ اس لیے بہتر یہی ہے کہ خود واپس لوٹنے کے بجائے دم بھیج دے۔(۱)

حج کی قسمیں:

حج کی تین قسمیں ہیں: (۱) حج قران (۲) حج تمتع (۳) حج افراد۔

حج قران: یہ ہے کہ آفاقی (یعنی میقات سے باہر رہنے ولا) شخص حج کے مہینوں میں ایک ساتھ حقیقۃً یا حکماً حج وعمرہ کی نیت سے احرام

---

(۱) ماخوذ از: ”حج وعمرہ“، ”کتاب المسائل“ (جلد سوم)، ”معلم الحجاج“۔

باندھے، پھر مکہ معظّمہ آکر عمرہ کرنے کے بعد احرام ہی کی حالت میں رہے، اور حج کے مناسک ادا کرنے کے بعد حلال ہو۔

حج تمتع: یہ ہے کہ آفاقی شخص حج کے مہینوں میں اپنی میقات سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کرکے احرام کھول دے، پھر اسی سفر میں (وطن اصلی کی طرف لوٹے بغیر) الگ سے حج کا احرام باندھ کر حج کرے۔

حج افراد: یہ ہے کہ میقات سے صرف حج کا احرام باندھے، اور حج کے ارکان ادا کرنے کے بعد احرام کھول دے۔ حج کے بعد عمرہ کرنے سے افراد پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

حنفیہ کے نزدیک ان میں سب سے افضل حج قران ہے، پھر حج تمتع ہے، پھر حج افراد۔ چوں کہ ہندو پاک کے لوگ عموماً حج تمتع کرتے ہیں اور اسی میں سہولت بھی ہے، اس لیے ماقبل میں اسی کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

حج قران اور حج تمتع کرنے والے پر قربانی واجب ہے۔ حج قران اور حج تمتع صرف وہ لوگ کرسکتے ہیں جو مکہ کے باشندہ نہ ہوں؛ بلکہ باہر سے آئے ہوں، جو مکہ کا باشندہ ہے وہ تمتع اور قران نہیں کرسکتا، وہ صرف حج افراد کرے گا، اور اس پر قربانی اور طواف وداع واجب نہیں۔

حج افراد سب کرسکتے ہیں، خواہ باہر سے آئے ہوں، یا مکہ کے

باشندے ہوں۔ حج افراد کرنے والے پر قربانی واجب نہیں؛ مستحب ہے۔

جو لوگ باہر سے آئے ہیں اور حج قران یا حج افراد کرنا چاہتے ہیں، ان کے لیے طواف قدوم سنت ہے۔ حج افراد کرنے والا مکہ معظّمہ آتے ہی پہلے طواف قدوم کرے گا، اور حج قران کرنے والا عمرہ کا طواف وسعی کرنے کے بعد طوافِ قدوم کرے گا۔ اس کا وقت مکہ معظّمہ میں داخل ہونے کے وقت سے وقوفِ عرفہ تک رہتا ہے، وقوف عرفہ کے بعد طوافِ قدوم نہیں کر سکتے۔

حج قران اور حج افراد کرنے والا حج کے لیے تین طواف اور ایک سعی کرے گا: (۱) طوافِ قدوم، یہ سنت ہے۔ (۲) طوافِ زیارت، یہ فرض ہے، اس کا واجب وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے بارہویں ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب تک ہے۔ (۳) طواف وداع، اس کو طواف صدر بھی کہتے ہیں۔ حج کے تمام ارکان ومناسک کی ادائیگی کے بعد یہ طواف کرنا واجب ہے، بہتر یہ ہے کہ واپسی کے وقت کیا جائے، حیض ونفاس والی عورتوں، اہل مکہ اور اہل حل پر یہ طواف واجب نہیں۔

حج تمتع کرنے والا حج کا احرام باندھنے کے بعد صرف دو طواف اور ایک سعی کرے گا: (۱) طواف زیارت (۲) طواف وداع۔ نفلی طواف جتنے چاہیں کر سکتے ہیں، ان کی کوئی تحدید نہیں ہے۔

دربارِ نبوت میں حاضری

جمہور علماء اہل سنت والجماعت نے روضۂ اقدس کی زیارت کو اہم ترین مقاصد میں سے شمار کیا ہے اور اس کو گناہوں کی معافی اور درجات کی بلندی کا سبب قرار دیا ہے؛ اس لیے حجاج کرام کو اس عظیم سعادت کو حاصل کرنے کی ضرور کوشش کرنی چاہیے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

> ”جس نے میری قبر کی زیارت کی، اس کے لیے میری شفاعت واجب ہے۔“ (شعب الایمان، حدیث ۴۱۵۹)

نیز آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ:

> ”جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی، تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔“ (شعب الایمان، حدیث: ۴۱۵۳)

نیز صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

> ”جب کوئی مسلمان میری قبر پر آکر سلام پیش کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ میری روح کو متوجہ فرمادیتے ہیں؛ یہاں تک کہ میں خود اُس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔“

(سنن ابوداؤد، حدیث: ۲۰۴۱)

حاجی پہلے مدینہ منورہ جائے یا مکہ معظّمہ؟

فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر مدینہ منورہ راستے میں پڑتا ہے، تو روضۂ اقدس پر حاضری دیئے بغیر آگے نہ جائے؛ لیکن اگر مدینہ منورہ راستہ میں نہیں پڑتا، اور فرض حج کرنے جارہا ہے، تو افضل یہ ہے کہ پہلے حج کرے، پھر مدینہ منورہ حاضری دے۔ اور اگر نفلی حج ہے تو اختیار ہے: چاہے پہلے مکہ معظّمہ جائے یا مدینہ منورہ حاضر ہو۔

مدینہ منورہ کیسے حاضر ہوں؟

(۱) مدینہ منورہ حاضری کے وقت یہ نیت کریں کہ روضۂ اقدس کی زیارت اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت حاصل کریں گے۔

(۲) مدینہ منورہ کا پورا سفر ایسے ذوق وشوق کے ساتھ کریں جیسے کوئی عاشق اپنے محبوب سے ملنے کے لیے جاتا ہے، اور جیسے جیسے مدینہ کا فاصلہ کم ہوتا جائے، اسی اعتبار سے ذوق وشوق میں اضافہ ہوتا رہنا چاہئے۔

(۳) مدینہ منورہ کے سفر کے دوران اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کثرت سے درود شریف کا ورد رکھیں، فضول باتوں میں وقت ضائع نہ کریں۔

(۴) جب مدینہ منورہ میں داخل ہوں تو خشوع وخضوع اور ادب کے ساتھ اس طرح حاضر ہوں جیسے ایک غلام اپنے آقا کے دربار میں حاضر ہوتا ہے۔ اور جب شہر میں داخل ہوں تو یہ دعا پڑھیں:

﴿ رَبِّ أَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ أَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَصِیْرًا ﴾

(۵) قیام گاہ پر پہنچ کر قدرے اطمینان حاصل ہونے کے بعد روضۂ اقدس پر حاضری کی تیاری کریں، بہتر یہ ہے کہ غسل کریں، اچھے کپڑے پہنیں، خوشبو لگائیں اور نہایت ادب کے ساتھ مسجد نبوی میں حاضر ہوں۔

(۶) آج کل زائرین کے لیے عموماً ''باب السلام'' سے داخلہ کا نظام رہتا ہے، اس لیے ''باب السلام'' پر پہنچیں اور خشوع، خضوع، تواضع و عاجزی کے ساتھ: ''بِسْمِ اللّٰہِ وَ الصَّلَاۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ'' کہہ کر دایاں پاؤں مسجد نبوی میں رکھیں اور یہ دعا پڑھیں: ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَ افْتَحْ لِیْ أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ''.

(۷) داخل ہوتے وقت نفلی اعتکاف کی نیت کرلیں، اور اگر مکروہ وقت نہ ہو تو داخل ہونے کے بعد جہاں موقع ملے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لیں، اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور زیارت مقبول ہونے کی دعا مانگیں۔

روضۂ اقدس پر حاضری:

اس کے بعد نہایت سکون ووقار اور اِس تصور کے ساتھ روضۂ اقدس کی طرف قدم بڑھائیں کہ یہ سرورِ دوجہاں کا دربار اور رحمۃٌ للعالمین کی بارگاہ ہے، کہاں ایک گنہ گار، روسیاہ امتی اور کہاں آقائے کائنات؟ یوں سوچیں!

بارگاہِ سید الکونین میں آکر نفیسؔ
سوچتا ہوں کیسے آیا؟ میں تو اس قابل نہ تھا

جب روضۂ اقدس کے سامنے پہنچیں جہاں پیتل کا بڑا حلقہ بنا ہوا ہے، تو اس کے سامنے قبلہ کی طرف پشت اور قبر مبارک کی طرف چہرہ کرکے نہایت ادب کے ساتھ کھڑے ہوں، اور پورے استحضار کے ساتھ یہ تصور کرتے ہوئے کہ گویا پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام سامنے تشریف فرما ہیں، اور ایک گنہ گار امتی آپ کی خدمت میں حاضر ہے، اس طرح سلام پیش کریں:

اَلصَّلاۃُ وَ السَّلامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ!

اَلصَّلاۃُ وَ السَّلامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ!

اَلصَّلاۃُ وَ السَّلامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ!

اَلصَّلاۃُ وَ السَّلامُ عَلَیْکَ أَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہ!

اس کے بعد اگر کسی نے آپ علیہ السلام کی خدمت میں سلام پیش کرنے کی درخواست کی ہو، تو اس کی طرف سے اس طرح سلام پیش کریں:

اَلصَّلاۃُ وَ السَّلامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، فُلانُ بْنُ فُلان (یہاں اُس مرد یا عورت کا نام لیں) **یُسَلِّمُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ** (اے اللہ کے رسول! فلاں آپ کی خدمت میں سلام پیش کرتا ہے)۔

پھر ایک قدم دائیں جانب ہٹ کر خلیفہ اول سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس طرح سلام عرض کریں:

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ، اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا وَزِیْرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ، اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِی الْغَارِ۔ جَزَاکَ اللّٰہُ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ﷺ خَیْرَ الْجَزَاءِ۔

اس کے بعد دائیں جانب مزید ایک قدم ہٹ کر امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایسے سلام عرض کریں:

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ، یَا سَیِّدَنَا، یَا عُمَرُ الْفَارُوْقُ، اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا عِزَّ الْاِسْلامِ وَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ جَزَاکَ اللّٰہُ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ﷺ خَیْرَ الْجَزَاءِ۔

پھر دو قدم پیچھے ہٹ کر دوبارہ مواجہہ شریف کے سامنے آئیں اور

موقع ہو تو روضۂ اقدس کی طرف رخ کر کے، ورنہ قبلہ رو ہو کر خوب تضرع و زاری کے ساتھ آپ علیہ السلام کے وسیلہ سے اپنی مغفرت اور دین و دنیا کی فلاح وکامیابی کے لیے دعا کریں۔ یہ دعا کی قبولیت کا مقام ہے۔

نوٹ: آج کل مسجد نبوی کا اگلا حصہ چوبیس گھنٹہ کھلا رہتا ہے، اس لیے ہر نماز کے ایک گھنٹہ بعد، یا اشراق اور چاشت کے وقت، یا رات کے اوقات میں سلام پیش کرنے کے لیے حاضر ہوں، بھیڑ میں نہ جائیں۔

مسجد نبوی میں نماز باجماعت اور تلاوت کا اہتمام:

مدینہ طیبہ کے قیام کے زمانہ میں مسجد نبوی میں باجماعت نماز کا اہتمام رکھیں۔ ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

> ”میری اس مسجد میں نماز کا ثواب دیگر مساجد کے مقابلہ میں ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے، سوائے مسجد حرام کے۔“ (بخاری، حدیث: ۱۱۷۷، مسلم، حدیث: ۱۳۹۴)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

> ”مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔“ (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۴۱۳)

نیز ایک روایت میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

> ”جس شخص نے میری مسجد میں مسلسل چالیس نمازیں اس طرح پڑھیں کہ کوئی نماز نہیں چھوٹی، تو اس کو تین چیزوں سے بری ہونے کا پروانہ عطا ہوتا ہے: (۱) جہنم سے (۲) عذاب سے (۳) نفاق سے۔“ (مسند احمد، حدیث: ۱۲۵۸۳، ط: الرسالہ، معجم اوسط، حدیث: ۵۴۴۴)

اس لیے خصوصیت کے ساتھ مدینہ طیبہ میں ہر نماز مسجد نبوی میں با جماعت پڑھنے کا اہتمام کریں۔ نیز کوشش کریں کہ کم از کم ایک قرآن کریم مسجد نبوی میں تلاوت کرکے ختم کرلیا جائے۔

ریاض الجنۃ:

”ریاض الجنۃ“ مسجد نبوی کا وہ حصہ کہلاتا ہے جو روضۂ اقدس اور منبر نبوی کے درمیان میں ہے، اس کے ستونوں پر سفید پتھر لگے ہوئے ہیں، اور نیچے ہرے پھولوں کا سفید قالین بچھا ہوا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اشاد ہے:

> ”میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔“ (بخاری، حدیث: ۱۱۹۵)

ریاض الجنہ کے سات ستون:

ریاض الجنۃ میں سات اہم ستون ہیں، کوشش کرنی چاہئے کہ اُن کے قریب جاکر کچھ نہ کچھ عبادت کرلی جائے، ان ستونوں کے اوپر علامتیں بنی ہوئی ہیں، وہ ستون یہ ہیں:

۱- **اسطوانۂ حنانہ:** یہ ستون محراب کے قریب ہے، یہاں کھجور کا وہ تنا دفن ہے جس پر ٹیک لگاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر بننے سے پہلے خطبہ دیا کرتے تھے، پھر جب منبر بن گیا تو ستون مارے فراق کے رونے لگا تھا، آپ علیہ السلام کے دلاسہ دینے پر خاموش ہوا۔

۲- **اسطوانۂ ابولبابہ:** یہی وہ ستون ہے جہاں صحابیٔ رسول حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کو باندھ لیا تھا، پھر جب اُن کی توبہ قبول ہوئی تو انھیں کھولا گیا۔

۳- **اسطوانۂ وفود:** یہی وہ مقام ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم آنے والے وفود سے ملاقات کیا کرتے تھے۔

۴- **اسطوانۂ حرس:** یہ حجرۂ عائشہ صدیقہ سے بالکل ملا ہوا ہے، یہاں ہجرت کے ابتدائی سالوں میں پہرے داری کا نظم تھا، جو اللہ تعالی کی

طرف سے وعدۂ حفاظت کے بعد ختم کر دیا گیا تھا۔

۵- **اسطوانۂ جبرئیل:** یہی وہ مقام ہے جہاں عموماً نبی کریم ﷺ کی حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات ہوتی تھی۔

۶- **اسطوانۂ سریر:** اس جگہ آپ ﷺ بحالت اعتکاف قیام فرمایا کرتے تھے۔

۷- **اسطوانۂ عائشہ:** حضرت عائشہ صدیقہؓ نے مسجد نبوی میں اس جگہ کے مقامِ قبول ہونے کی نشان دہی فرمائی تھی کہ یہاں دعائیں اور توبہ قبول ہوتی ہے، اسی مناسبت سے اس کا نام اسطوانہ عائشہ رکھا گیا۔

زیارتِ جنت البقیع:

''جنت البقیع'' مدینہ منورہ کا مشہور و معروف قبرستان ہے جس میں دس ہزار سے زائد صحابہ کرام مدفون ہیں، خلیفۂ ثالث حضرت عثمان غنیؓ، بہت سے اہل بیت، ازواج مطہرات اور بناتِ طیبات کی قبریں اسی مقدس قبرستان میں ہیں۔ مسجد نبوی کے مشرقی جانب بیرونی صحن جہاں ختم ہوتا ہے وہیں سے جنت البقیع شروع ہوتا ہے۔ عموماً اشراق کے وقت اور عصر کے بعد اس کا دروازہ کھلتا ہے۔ حسب موقع خصوصاً جمعہ کے دن یہاں حاضر ہو کر اہل قبور کو

سلام پیش کر کے ان کے لیے ایصال ثواب کریں۔

مسجد قبا:

فضیلت کے اعتبار سے اسلام کی چوتھے نمبر کی مسجد ''مسجد قبا'' ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

> ''مسجد قبا میں دو رکعت پڑھنے کا ثواب ایک عمرہ کے برابر ہے۔'' (جامع ترمذی، حدیث: ۳۲۴)

''مسجد قبا'' مسجد نبوی سے ساڑھے چار کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، نبی کریم ﷺ خصوصاً ہفتہ کے دن مسجد قبا میں تشریف لا کر نفل نماز پڑھتے تھے، نیز پیر کے دن بھی آپ کا تشریف لانا ثابت ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی پیر اور جمعرات کو قبا تشریف لے جاتے تھے، آپ بھی وہاں جایئے۔

مسجد قبلتین:

یہ وہ مسجد ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے ظہر کی دو رکعت مسجد اقصیٰ کی طرف رخ کر کے پڑھی، اور دورانِ نماز ہی مسجد حرام (کعبۃ اللہ) کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم آ گیا، تو آپ مقتدیوں سمیت بیت اللہ شریف کی طرف گھوم گئے اور باقی دو رکعت بیت اللہ شریف کی طرف رخ

کر کے ادا کی، اسی مناسبت سے اس کا نام ''مسجد قبلتین'' پڑ گیا۔ وہاں جا کر نماز پڑھنا اور عبادت کرنا بھی موجبِ سعادت ہے۔

زیارتِ شہدائے احد:

''احد'' مدینہ طیبہ کے شمال میں وہ پہاڑ ہے جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

> ''احد پہاڑ کو ہم سے محبت ہے اور ہمیں اس سے محبت ہے۔'' (بخاری، حدیث: ۱۴۸۲)

نیز اس کے دامن میں ''غزوۂ احد'' پیش آیا، جس میں ستر جلیل القدر صحابہ کرام شہید ہوئے، جن کی قبریں اسی میدان میں بنائی گئی ہیں، ان شہداء میں سب سے عظیم المرتبت شخصیت آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں، جن کو خود پیغمبر علیہ السلام نے ''سید الشہداء'' (شہیدوں کے سردار) کا لقب دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ سال میں کم از کم ایک مرتبہ شہداء احد کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔

دربارِ نبوت سے واپسی:

جب مدینہ طیبہ سے واپسی کا ارادہ ہو تو پیغمبر علیہ السلام سے جدائی پر

سخت غمگین ہو، مسجد نبوی میں حاضر ہوکر بنیتِ واپسی دو رکعت نفل ادا کرے، پھر رقت وگریہ وزاری کے ساتھ دعا مانگے کہ: اے اللہ! یہاں حاضری کے وقت جو کوتاہیاں ہوئی ہوں، انھیں معاف فرما، اس حاضری کو آخری حاضری نہ بنا؛ بلکہ آئندہ بھی بار بار مقبول و باادب حاضری کی سعادت عطا فرما۔ اور دربارِ نبوت پر الوداعی حسرت آمیز نظر ڈالتے اور جدائی پر افسوس کرتے ہوئے واپس ہو، اور زبان حالِ سے یہ کہے:

مدینہ سے باچشم تر جارہا ہوں
نہیں چاہتا دل ؛ مگر جارہا ہوں

زمانہ یہ کہتا ہے گھر جارہا ہوں
حقیقت میں جنت بدر جارہا ہوں

ایک درخواست: قارئین حجاج وزائرین کرام! دعا کی قبولیت کے مبارک ومقدس مقامات پر اس سیہ کار مرتب اور اس کے والدین و متعلقین کے لیے رضائے الٰہی، اتباعِ سنت وشریعت، دین پر استقامت اور دنیا وآخرت کی خیر وبھلائی کی دعا فرمائیں، تو آپ کا بڑا احسان ہوگا۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی خیرِ خلقه سیدنا و مولانا محمدٍ و آله وأصحابِه أجمعین، و بارک و سلم تسلیمًا کثیرًا .